﴿اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۱ — جمعہ ۲ دسمبر ۱۹۹۴ء — شمارہ ۴۸


ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## خدا تعالیٰ کی طرف آنے والا کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ دین بھی اسے ملتا ہے اور دنیا بھی اس کے لئے حاضر کی جاتی ہے

ہمیں تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل اسلام کی خوش قسمتی نہیں بلکہ بدقسمتی کے دن ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو دینی امور سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ لوگ خدا کو بھی بھول چکے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ ایک بڑی غلطی ہے جو شاید غرغرے کے وقت ان کو معلوم ہو جائے گی اور لوگ اس وقت یقین کریں گے کہ واقعی ہم نے جو کچھ سمجھا ہوا تھا وہ سارا تانا بانا غلط تھا۔

جو انسان کوشش کرے گا وہی پائے گا۔ کوشش تو ہو ساری دنیا کے واسطے اور خدا کا نام درمیان بھولے سے بھی نہ آئے۔ تقویٰ ہو نہ طہارت۔ پھر ایسا انسان امیدوار ہو خدا کے ملنے کا، یہ محال ہے۔ آخر اب وقت آ گیا ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں اجر دیا جاوے جو دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ بجز توفیق الٰہی کے کچھ نہیں ملتا۔

دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو خدا کے لئے ترک کر دیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے کس طرح ذلیل کر کے دنیا کو آپ کے سامنے غلاموں کی طرح حاضر کر دیا۔ دنیا طلب سے بھاگتی اور کوسوں دور جاتی ہے۔ مگر جو صدق دل سے خدا کی طرف جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں دنیا کی کچھ پروا نہیں کرتا دنیا اس کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے۔ دیکھو حضرت مسیحؑ کو اس وقت چالیس کروڑ انسان پوجنے والا موجود ہے۔ نبی ماننا تو درکنار اس کی خدائی کے قائل ہیں۔ یہ سب خدا کی قدرت کے نمونے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف آنے والا کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ دین بھی اسے ملتا ہے اور دنیا بھی اس کے لئے حاضر کی جاتی ہے۔ دنیا کے پرستار چند روز جو چاہے سو کرے مگر آخر دنیا بھی چھوٹ جائے گی اور آخرت بھی برباد۔

دیکھو دنیا بھی آخر مفت تو نہیں مل جاتی۔ دنیا کے وعدے دینے والے بھی تو محنتیں چاہتے ہیں۔ امتحان لیتے ہیں۔ بصورت کامیابی اور پھر عمدہ کارگزاری سے کچھ ملتا ہے۔ اسی طرح اگر وہی محنت دوسرے رنگ میں خدا کے واسطے کی جاوے تو اجر یقینی ہیں۔ نہ دین جاوے اور نہ دنیا بلکہ بیک کرشمہ دو کار والی بات۔ نالے حج نالے ونج کا معاملہ ہو جاوے مگر کم ہیں جو ان باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ دعا میں لگا رہے۔ اور کسی قدر تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے دے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت والا زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو، ملازمت والا ملازمت کو اور صنعت و حرفت والا اپنے کاروبار کو ترک کر دے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ "لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" (النور: ۳۸) والا معاملہ ہو۔ دست با کار دل با یار والی بات ہو۔ تاجر اپنے کاروبار تجارت میں اور زمیندار اپنے امور زراعت میں اور بادشاہ اپنے تخت حکومت پر بیٹھ کر، غرض جو جس کام میں ہے اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھے اور اس کی عظمت اور جبروت کو پیش نظر رکھ کر اس کے احکام اور اوامر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے۔ اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر۔

اسلام کہاں ایسی تعلیم دیتا ہے کہ تم کاروبار چھوڑ کر لنگڑے لولوں کی طرح نکمے بیٹھے رہو اور بجائے اس کے کہ اوروں کی خدمت کرو خود دوسروں پر بوجھ بنو۔ نہیں بلکہ سست ہونا گناہ ہے۔ بھلا ایسا آدمی پھر خدا اور اس کے دین کی کیا خدمت کر سکے گا۔ عیال و اطفال جو خدا نے اس کے ذمے لگائے ہیں ان کو کہاں سے کھلائے گا۔

پس یاد رکھو کہ خدا کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کر دو۔ بلکہ اس کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قد افلح من زکّٰها (الشمس: ۱۰)۔ تجارت کرو، زراعت کرو، ملازمت کرو اور حرفت کرو، جو چاہو کرو مگر نفس کو خدا کی نافرمانی سے روکتے رہو۔ اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں۔ پھر جو تمہاری دنیا ہے یہی دین کے حکم میں آ جاوے گی۔

انسان دنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا۔ دل پاک ہو اور ہر وقت یہ لو اور تڑپ لگی ہوئی ہو کہ کسی طرح خدا خوش ہو جائے تو پھر دنیا بھی اس کے واسطے حلال ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۱)

## مختصرات

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ ارشادات جو حضور انور مختلف موضوعات پر بیان فرماتے ہیں احباب جماعت کی دینی اور علمی ترقی کے لئے از حد مفید ہیں۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (انٹرنیشنل) کے پروگرام "ملاقات" میں ہر روز ان ارشادات کو سننے کا موقع ہوتا ہے۔ اس مختصر نوٹ کا مقصد قارئین کو ان موضوعات سے آگاہ کرنا ہے جن پر حضور انور نے گزشتہ ہفتہ کے دوران اظہار خیال فرمایا ہے۔

### ۱۲ نومبر بروز ہفتہ:

آج اطفال و ناصرات کو مختلف دعائیں سکھانے کی کلاس منعقد ہوئی۔ اس میں حضور انور نے گزشتہ ہفتہ سکھائی ہوئی دعاؤں کی دہرائی کے علاوہ مندرجہ ذیل نئی دعائیں سکھائیں۔

(۱) رب زدنی علما

(۲) نیند سے بیدار ہونے کی دعا (الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور)

### ۱۳ نومبر بروز اتوار:

آج غانین احمدی احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں حضور انور نے انگریزی میں درج ذیل سوالوں کے جواب دئے:۔

(۱) ابلیس اور شیطان میں کیا فرق ہے؟

(۲) کیا جانوروں میں روح ہوتی ہے؟ جانوروں اور انسانوں کی روح میں کیا فرق ہے؟

(۳) تیسری جنگ عظیم کے امکانات کیا ہیں؟

(۴) کیا بچہ کو نماز کا پابند بنانے کے لئے دس سال کی عمر کے بعد سزا دی جا سکتی ہے؟ اور کس قسم کی۔

(۵) تقدیر کی حقیقت کیا ہے؟

(۶) کائنات کی عمر اور دیگر سیاروں میں زندگی کے موضوع پر تبصرہ۔

(۷) کیا ڈاکٹر ڈوئی (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق امریکہ میں ہلاک ہوا تھا) کے کچھ آثار اب بھی باقی ہیں؟

(۸) قرآنی آیت "ویسبح الرعد بحمدہ" کی مختصر تفسیر۔

(۹) روحانی اور اقتصادی لحاظ سے افریقہ کا مستقبل کیا ہوگا؟

### ۱۴، ۱۵ نومبر بروز سوموار اور منگل:

حسب پروگرام ہومیوپیتھی کی تینتالیسویں اور چوالیسویں کلاس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لی۔ ۱۴ نومبر کی کلاس میں ایک سوال کیا گیا کہ دواؤں کی پوٹینسی کیا ہونی چاہئے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں تفصیلی جواب سے نوازا۔ نیز دوران کلاس آپ نے وضاحت سے بیان فرمایا کہ کینسر کیا ہے

### ۱۶ نومبر بروز بدھ:

آج تعلیم القرآن کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آیت ۱۶۴ تا ۱۷۴ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر سکھائی۔

### ۱۷ نومبر بروز جمعرات:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم القرآن کلاس میں سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۵ تا ۱۸۱ کا ترجمہ سکھایا نیز دوران ترجمہ ان آیات سے متعلقہ مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی:

☆ سور کی بد صفات اور اس کی حرمت کی وجہ۔

☆ "وفی الرقاب" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد صرف غلام آزاد کرنا نہیں بلکہ ہر قسم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگوں کو آزاد کرانا ہے۔ اور اس زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگوں کو آزاد کرانا ہے۔

☆ حضور نے "قصاص" کا حقیقی مفہوم بیان فرمایا۔

### ۱۸ نومبر بروز جمعۃ المبارک:

عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے جن کے جواب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے دئے۔

☆ کیا خدا تعالیٰ کو تخلیق کے لئے فرشتوں سے مشورہ کی ضرورت تھی؟

☆ کیا فرشتے عالم الغیب ہیں؟

☆ حضرت ابن عربیؒ کے کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں متعدد آدم پیدا ہوئے ہیں۔ کیا وہ سب آدم نبی تھے؟

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا ایک کھلا چیلنج دیا تھا۔ جس میں آپ نے اس وقت کے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی سرپرستی میں جماعت احمدیہ کے خلاف کذب و افتراء کی نہایت شرانگیز عالمی مہم میں ملوث تمام مکذبین اور معاندین کو جو عمداً اس شرارت کے ذمہ دار تھے خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں قرآنی تعلیم کے مطابق کھلم کھلا مباہلے کا چیلنج دیا تھا اور اس قضیہ کو اس دعا کے ساتھ خداتعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا تھا کہ وہ ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اپنی قہری تجلی سے فرق کر کے دکھا دے تاکہ دنیا بھر کے سادہ لوح مسلمان یا ایسے علماء اور عوام الناس جو احمدیت کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں رکھتے اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جماعت کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ خداتعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے آسمانی فیصلہ کی روشنی میں سچے اور جھوٹے کے درمیان تمیز اور تفریق پیدا کر سکیں۔ اس مباہلہ کے چیلنج میں آپ نے خاص طور پر جماعت کے خلاف لگائے جانے والے بعض الزامات کا معین ذکر کر کے ان کے سراپا جھوٹے ہونے کا اعلان کیا اور جھوٹوں پر لعنت ڈالی تھی۔ مباہلہ کے اس چیلنج کے آخر پر آپ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"اے قادر و توانا، عالم الغیب والشہادۃ خدا! ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو ابھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا اوپر ذکر گزر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما۔ اس کی ساری مصیبتیں دور کر۔ اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے۔ اس کو برکت پر برکت دے اور اس کے معاشرہ سے ہر فساد اور ہر شر کو دور کر دے اور اس کی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے، مرد اور عورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچا تقویٰ نصیب فرما اور دن بدن اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تاکہ دنیا خوب دیکھ لے کہ تو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور ان کی پشت پناہی میں کھڑا ہے اور ان کے اعمال ان کی خصلتوں اور اٹھنے اور بیٹھنے اور اسلوب زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔

اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب الٰہی اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکروفریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تاکہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے"۔

چنانچہ آپ اس مباہلہ کے بعد کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ خداتعالیٰ نے کس شان سے ان عاجزانہ تضرعات کو قبول فرمایا اور معاندین احمدیت پر ان کے تمام جھوٹ واپس لوٹا دیئے اور اس کے افتراء کا وبال خود انہی پر ٹوٹا۔ سعودی عرب اور کویت کے تیل پر پلنے والے ملاں جماعت احمدیہ پر اس الزام کے لگانے میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں کہ نعوذباللہ جماعت احمدیہ انگریزی ایجنٹ ہے۔ امریکہ کی ایجنٹ ہے اور اسرائیل کی ایجنٹ ہے۔ اگرچہ اہل علم پہلے بھی اس تاریخی حقیقت سے آگاہ تھے کہ سعودی عرب کے موجودہ حکمران خاندان نے انگریزوں کی حمایت سے ارض حجاز پر قبضہ کیا تھا اور انگریز جرنیل ہی انہیں اسلحہ مہیا کرتے اور روپیہ پیسہ دیتے تھے اور اس وقت سے ہی ان کے انگریزوں کے ساتھ گہرے تعلقات اور کئی ایک معاہدات ہیں مگر اس مباہلہ کے بعد گلف کرائسز کے دوران اور اس کے بعد سے اب تک مشرق وسطی کے تعلق میں جو حالات رونما ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں ان سے ہر خاص و عام پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ انگریزوں کے ایجنٹ کون ہیں۔ اب یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ یہ مسلمان حکمران مکمل طور پر مغربی طاقتوں کے ہمنوا اور ان کے مفادات کے محافظ ہیں اور اب تو امریکہ کے توسط سے کھلم کھلا اسرائیل سے مصافحے اور معانقے بھی شروع ہو گئے ہیں اور اندر ہی اندر کئی اور معاہدات بھی کئے جا رہے ہیں۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ خداتعالیٰ کے بڑھتے ہوئے فضلوں اور رحمتوں کی مورد بن رہی ہے۔ اس کے افراد کیا مرد اور کیا عورتیں کیا بڑے اور کیا چھوٹے پہلے سے زیادہ نیکی، تقویٰ اور راستبازی میں ترقی کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو نئی نئی روحانی فتوحات نصیب ہو رہی ہیں اور اسے برکت پر برکت مل رہی ہے۔ کیا خدا جھوٹوں سے ایسا سلوک کیا کرتا ہے؟ کیا اب بھی کسی کو احمدیت کی صداقت میں کوئی شک ہے؟؟؟

## احادیث النبی ﷺ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ. (رَوَاهُ مُسْلِم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے پیاروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

## نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱ نومبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی:

(۱) مکرم سلیم پال صاحب شہید — کراچی۔
(۲) مکرم عبدالرحمٰن صاحب باجوہ شہید — کراچی۔
(۳) مکرم شیخ عبدالوہاب صاحب سابق امیر جماعت اسلام آباد۔

اسی طرح مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ سے قبل سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے Mr. Ismail Trewally of The Gambia کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(۱) مکرم ڈاکٹر نسیم بابر صاحب شہید — اسلام آباد۔
(۲) مکرم دلشاد حسین صاحب شہید — لاڑکانہ۔
(۳) مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ صوبیدار شہاب الدین صاحب — اوکاڑہ۔
(۴) مکرمہ زہرہ بی بی صاحبہ والدہ محمود احمد صاحب — رحیم یار خان۔
(۵) مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک عنایت اللہ صاحب — لاہور۔
(۶) مکرمہ منظورہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب — ڈگری سندھ۔
(۷) مکرم عبدالرؤف خان صاحب — لاہور۔
(۸) مکرمہ خورشید اختر صاحبہ اہلیہ ملک عبدالحق صاحب — ٹورنٹو۔ کینیڈا۔
(۹) مکرم مشتاق احمد صاحب باجوہ برادر چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ۔ — پاکستان۔
(۱۰) مکرمہ بشیراں بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ شریف احمد صاحب — کراچی۔
(۱۱) مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالمنیب صاحب — ربوہ۔
(۱۲) مکرمہ ہاشم بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری غلام حیدر صاحب ساہی — پاکستان۔
(۱۳) مکرمہ خدیجۃ الہادی صاحبہ — امریکہ۔
(۱۴) مکرم ناصر احمد صاحب — گوہر آباد۔ کراچی۔
(۱۵) محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ محمد رفیق صاحب — پاکستان۔
(۱۶) مکرم خالد لطیف صاحب — کراچی۔
(۱۷) مکرم ندیم احمد باجوہ صاحب برادر مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ — جرمنی۔
(۱۸) مکرم میاں عبدالقیوم صاحب — نیلا گنبد۔ لاہور۔
(۱۹) مکرم عطاء الرحمان قریشی صاحب — راچی۔
(۲۰) مکرمہ امۃ اللہ مبارکہ صاحبہ — ربوہ۔

مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرمہ شمیم حنیف صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حنیف صاحب لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی مرحوم کی بیٹی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی:

(۱) مکرم ناصر احمد صاحب عباسی (زعیم انصاراللہ وحدت کالونی لاہور) — پاکستان۔
(۲) مکرم شمشاد احمد صاحب — آف مراڑہ (ظفروال) پاکستان۔
(۳) مکرم عبدالعزیز بٹ صاحب (برادر عبدالرحمان صاحب بٹ آف لندن)، نیروبی، کینیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(دوسری قسط)

## اوصاف کریمانہ کا دلکش و دل آویز مرقع

# حبیب محترم سیٹھ محمد اعظم حیدر آبادی مرحوم کا ذکر خیر

(مسعود احمد خان - فرینکفورٹ)

### حلقہ احباب کی وسعت اور دوست نوازی کا جذبہ

محترم سیٹھ صاحب مجلسی انسان تھے، آداب مجلس کا خاص خیال رکھنے والے۔ اس لئے ان کا حلقہ احباب خاصا وسیع تھا۔ جماعت میں واقفیت تو ہر کسی سے تھی لیکن بعض اصحاب سے لگاؤ کچھ زیادہ ہی تھا۔ عقیدت، دوستی اور بے تکلف یاری کے حلقے قائم کئے ہوئے تھے۔ ملنے جلنے اور تعلق رکھنے والے احباب ان حلقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ یہ حلقے کچھ اس طرح تھے:۔

(۱) خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم عمر اور بعض دیگر بے تکلف صاحبزادگان نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ۔

(۲) سلسلہ احمدیہ کے جید علماء اور نامور مبلغین کرام۔

(۳) دکھ سکھ کے ساتھی اور ہر روز کی میل ملاقات والے ہمراز احباب۔

بزرگ حضرات اور دوست احباب کے یہ چار مخصوص حلقے تھے جن سے کمال وضع داری کے ساتھ تعلق نبھانے میں سیٹھ صاحب محترم نے تادم آخر فرق نہیں آنے دیا۔ وقفہ وقفہ سے بڑے رکھ رکھاؤ اور التزام سے ان سب احباب سے ان کے گھر یا دفتر جاکر ملتے اور ان سے باتیں اور تبادلہ خیالات کرنے میں ایک خاص لذت محسوس کرتے اور گاہے بگاہے انہیں اپنے ہاں مدعو کر کے ان کے ساتھ خصوصی مجلس کا اہتمام کرتے۔ آخری حصہ عمر یعنی اپنے آٹھ سالہ قیام ربوہ کے دوران پہلے حلقہ میں سے علی الخصوص حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ) کے ساتھ تعلق خاطر کا بہت اظہار فرماتے اور آپ کے غیر معمولی حسن سلوک اور الطاف و عنایات کی تعریف میں اکثر رطب اللسان رہتے۔ دوسرے حلقہ میں سے خاص طور پر حضرت مولانا ابو العطاء صاحب سے مرحوم کے بہت گہرے دوستانہ مراسم تھے اور اگر یہ کہا جائے کہ سیٹھ صاحب حضرت مولانا کے شیدائی تھے تو اس میں قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔ تیسرے حلقہ احباب میں سے سیٹھ صاحب زیادہ صاحب سلامت اور میل ملاقات تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب، تاریخ کے استاد محترم پروفیسر سعود احمد خان، صدر شعبہ فزکس محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان، صدر شعبہ اردو پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی اور صدر شعبہ عربی محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن کے ساتھ تھی۔ ان کے علم و فضل اور دنیوی علوم میں ان کی غیر معمولی دسترس کی وجہ سے وہ ان سب حضرات کے بے حد قدر دان اور مداح تھے۔

سیٹھ صاحب کی عادت تھی کہ حیدر آباد سے نئی شائع ہونے والی کتب اکثر منگواتے رہتے اور اگر کوئی کتاب بہت پسند آتی تو باری باری مذکورہ بالا اصحاب سے مل کر انہیں بھی مطالعہ کے لئے وہ کتاب دیتے اور پھر اس کے مندرجات کے بارہ میں ان سے تبادلہ خیالات کر کے علم و فضل میں ان کی خصوصی دسترس سے مستفیض ہوتے۔ ایک دفعہ آپ نے حیدر آباد سے سید محمد لطیف صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن منگوایا اور وہ مجھے بھی مطالعہ کے لئے عطا فرمایا۔ میں نے دیکھنے اور متعدد دیگر تراجم کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کے بعد سیٹھ صاحب سے اس رائے کا اظہار کیا کہ کلام الٰہی کے عربی متن کے معانی و مفاہیم کی گہرائی اور گیرائی سے قطع نظر موصوف نے بہت بامحاورہ اور خوبصورت انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ انگریزی زبان کی حد تک اس ترجمہ کا بہت بلند پایہ تراجم میں شمار ہونا چاہئے۔ اسی روز شام کو سیٹھ صاحب نے اپنا باہر آنے جانے کے لئے مخصوص لباس زیب تن کیا اور محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کی کوٹھی پہنچ کر ان کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ آداب بجالانے کے بعد سید محمد لطیف صاحب کا ترجمہ قرآن بغرض مطالعہ ان کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ مترجم موصوف بہت بلند پایہ انگریزی دان ہیں آپ خود ماشاء اللہ انگریزی پر بڑا عبور رکھتے ہیں۔ اس ترجمہ کا مطالعہ کر کے بلحاظ زبان اس کی حیثیت اور مرتبہ کے بارہ میں اپنی رائے سے آگاہ فرماسکیں تو میں بے حد ممنون ہونگا ساتھ ہی سیٹھ صاحب نے خاکسار کی رائے بھی گوش گزار کر دی۔ قاضی صاحب محترم نے بہت گہری نظر سے جائزہ لینے کے بعد ایک اور موقع پر سیٹھ صاحب سے فرمایا مسعود صاحب کی رائے سے میں سو فیصد متفق ہوں ۔ لطیف صاحب نے انگریزی محاورے اور اسلوب بیان کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے نکھری ہوئی شستہ زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ محترم سیٹھ صاحب کی فرمائش پر محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب نے بذریعہ خط محمد لطیف صاحب کو ان کے ترجمہ قرآن کے بارہ میں اپنی رائے سے مطلع کیا نیز یہ بھی لکھا کہ اگر پروف کی صرف ایک غلطی ہوتی تو بھی ناگوار گزرتی اس میں تو بے شمار غلطیاں ہیں۔ پروف ریڈنگ میں اغلاط کی اس کثرت نے ایسے اعلیٰ پائے کے ترجمہ کا مزہ ہی کرکرا کر دیا۔ مترجم موصوف نے اپنے جوابی خط میں پروف کی غلطیوں پر تو افسوس کا اظہار کیا لیکن محترم قاضی صاحب ایسے بلند پایہ انگریزی دان کی طرف سے اظہار تحسین پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا بہت شکریہ ادا کیا۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنے ترجمہ قرآن کا ایک نسخہ بطور تحفہ محترم قاضی صاحب کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ الغرض سیٹھ صاحب کو کار آمد اور مفید کتابیں جمع کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ صاحب ذوق اصحاب کو از خود مطالعہ کے لئے نئی کتب پیش کرنے اور پھر ان کے ساتھ ان کتب کے بارہ میں تبادلہ خیالات کرنے میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ میں نے تو اپنی زندگی میں سیٹھ صاحب مرحوم کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ جو اپنی قیمتی کتب اپنے مخصوص صاحب ذوق اصحاب کو خود مطالعہ کے لئے پیش کرے اور پھر تبادلہ خیالات کے لئے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھے۔ اکثر لوگ کتاب دینے میں اس لئے بخل سے کام لیتے ہیں کہ کہیں کتاب سے ہی نہ ہاتھ دھو بیٹھیں اور بسا اوقات ہوتا بھی ایسا ہی ہے۔

محترم سیٹھ صاحب نے از خود خاکسار کو چوتھے حلقہ احباب میں شمولیت کا شرف بخشا۔ آپ بلا تکلف میرے گھر بھی تشریف لے آتے تھے اور بعض اوقات تو گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اسی طرح بسا اوقات مسجد ناصر میں نماز عصر ادا کرنے کے بعد مجھے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے جاتے ۔ گھر میرا ہوتا یا ان کا جب بھی دونوں دکھ سکھ کے ساتھی اور ہمراز اکٹھے ہوتے تو علمی و ادبی موضوعات اور بلند پایہ شعراء کے افکار عالیہ پر تبادل خیالات کا سلسلہ چل نکلتا۔ درپیش مسائل اور الجھنوں کے بارہ میں باہم مشورے ہوتے اور غم ہائے روزگار [کہ جن سے کوئی بندہ بشر خالی نہیں] سے مل جل کر چھٹکارا پانے کی راہیں تلاش کی جاتیں ۔ ہم دونوں جلوت کے ہی ساتھی نہیں تھے بلکہ اپنی اپنی جگہ خلوت میں بھی ایک دوسرے کے لئے دعائیں کر کے ایک دوسرے کا ساتھ نبھاتے۔

۱۹۷۳ء کے اواخر میں جب میرا ایک بیٹا جرمنی گیا اور اس نے مجھے گرم کپڑے بنوانے کے لئے رقم بھیجی اور میں نے دو اچکنیں سلوالیں تو سیٹھ صاحب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ مجھ سے تو انہوں نے ہشاش بشاش چہرے اور اس سے پھوٹنے والی دلفریب مسکراہٹ کے علاوہ الفاظ میں اپنی مسرت کا اظہار نہ کیا لیکن اپنے گھر جاکر بھابی سے اس امر کا اس قدر پر مسرت انداز میں ذکر کیا کہ بھابی نے بعد ازاں میری اہلیہ کو بتایا کہ اپنے والدین کو آپ کے فرزند کے رقم بھیجنے اور اس رقم سے گرم کپڑے سلوانے کی سیٹھ صاحب کو اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ کل سارا دن اس کا ذکر کر کے اپنی دلی خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ خوشی واقعی دل سے پھوٹ رہی ہے اور وہ ہیں کہ اس کے زیر اثر ہر طرف جھومتے پھر رہے ہیں۔ میرا لڑکا چاہتا تھا کہ اس کی کچھ رقم پاکستان میں جمع رہے تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔ اس وقت ربوہ میں کوئی بنک نہیں تھا اور جرمنی سے پاکستان کے بنک میں رقم منتقل ہونے کے لئے ضروری تھا کہ کسی بنک میں اکاؤنٹ کھلے۔ سیٹھ صاحب نے مجھ سے کہا آپ میرے ساتھ چنیوٹ چلیں میں وہاں حبیب بینک میں اکاؤنٹ کھلوا دوں گا۔ میں خود اکاؤنٹ کھلوانے کے طریق کار سے بالکل نابلد تھا۔ سیٹھ صاحب خوشی خوشی میرے ساتھ چنیوٹ گئے اور یہ مرحلہ بخیر و خوبی طے کرایا۔ جب بھی حیدر آباد کا کوئی مخصوص انتہائی لذیذ کھانا گھر میں تیار کرواتے تو ٹرے میں بہت قرینے سے سجا کر اور خوشنما خوان پوش سے ڈھانک کر "مدار" نامی اپنے خاندانی ملازم کے ہاتھ میرے ہاں ضرور بھجواتے۔ اسی طرح کراچی، نیروبی اور امریکہ وغیرہ سے ان کی صاحبزادیاں تشریف لاتیں تو انہیں یہ کہہ کر میرے گھر ضرور بھجواتے جاؤ اپنے چچا جان اور چچی جان کو سلام کرو اور ان کی دعائیں لو۔ تہذیب و شائستگی اور شرافت و نجابت کے سانچوں میں ڈھلی ہوئی یہ انتہائی مودب اور پروقار بچیاں مجھ واقف زندگی کے غریب خانہ پر تشریف لاتیں تو احتراماً جھکے پڑتیں اور اس قدر قربت اور اپنائیت کا اظہار کرتیں کہ بے اختیار ان کے لئے دل سے دعائیں نکلنے لگتیں۔ نیز سیٹھ محمد اعظم کے حسن تربیت اور عظمت کردار کا نقش دل پر اور زیادہ گہرا ہو جاتا۔

سیٹھ صاحب محترم میرے چھوٹے بھائی پروفیسر سعود احمد خان ایم۔ اے مدظلہ جو اس وقت تعلیم الاسلام کالج میں تاریخ کے استاد تھے، کے مطالعہ کی وسعت اور فکر انگیز گفتگو کے بہت مداح تھے اور ان سے مل کر ہمیشہ خوش ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنا ایک معمول یہ بنایا ہوا تھا کہ مسجد اقصیٰ ربوہ میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد بالعموم سعود احمد خان کے گھر (واقعہ کوارٹرز تحریک جدید) تشریف لے آتے۔ میں بھی نماز سے فراغت کے بعد وہیں آ جاتا، عصر تک خوب مجلس جمتی۔ سیٹھ صاحب حیدر آباد سے متعلق تحریک پاکستان کے مخفی گوشوں سے پردہ اٹھا کر بہت پرلطف واقعات سناتے۔ اس پر سعود احمد خان کی نکتہ آفرینیاں سونے پر سہاگے کا کام دیتیں۔ میں بھی اپنے محدود مطالعہ کی حد تک بحث میں حصہ لے کر بات کو آگے بڑھاتا۔ یوں بات سے بات نکلتی چلی آتی اور وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چلتا۔ عصر کی نماز کے بعد میں اور سیٹھ صاحب اپنے اپنے گھر واپس آتے۔ آخری حصہ عمر میں جمعہ کی نماز کے بعد پروفیسر سعود احمد خان کے ہاں مجلس جمانا سیٹھ صاحب کا ایک ایسا معمول تھا جسے انہوں نے کمال وضع داری کے ساتھ نبھایا۔ اس معمول میں اگر فرق آتا تو انتہائی شدید گرمی کے ایام میں۔

مذکورہ بالا چار مخصوص حلقوں کے علاوہ ایک حلقہ صبح کی سیر میں شرکت کرنے والے احباب کا بھی تھا (صبح کی سیر کا تفصیلی ذکر سطور بالا میں آچکا ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ) یہ بہت وسیع حلقہ تھا۔ اس میں سیٹھ صاحب کے بعض قریبی دوست تو شامل ہوتے ہی تھے دوسرے لوگوں میں سے جو کوئی چاہتا شریک ہو جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کی عالمانہ اور سیٹھ صاحب کی پرلطف باتوں سے مستفید ہونے کے لئے ہر کس و ناکس اس میں شامل ہوتا چلا گیا۔ اس طرح یہ حلقہ پھیلتا اور وسیع سے وسیع تر ہوتا رہا۔ سیٹھ صاحب ہر کسی سے بہت خندہ پیشانی اور احترام سے پیش آتے اور ہر کسی کا دل موہ لیتے۔

### سخن فہمی اور انشاء پردازی

محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب کی زندگی کا ایک خاص پہلو ان کے دینی اور جماعتی پہلو کے بہت زیادہ نمایاں ہونے کی وجہ سے دبا ہوا تھا۔ اور وہ تھا ادب نوازی اور


**AUTO REPAIRS**

ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES

FOR FURTHER INFORMATION CALL
***NASEER AHMAD KHALID***
ON:
(081) 789 1913



ADVERTISE YOUR GOODS
AND SERVICES IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285

سخن فہمی کا پہلو۔ سیٹھ صاحب بلا کے سخن فہم اور بہت بلند پایہ ادیب تھے۔ شاعر تو نہ تھے لیکن اچھے اشعار کی پرکھ میں وہ کسی بڑے سے بڑے جوہری یا یوں کہہ لیجئے جوہر شناس سے کم نہ تھے۔ اچھا شعر سنتے تو پھڑک اٹھتے، جی بھر کر داد دیتے اور اسے اپنے دماغ کے نہاں خانہ میں محفوظ کر لیتے اور موقع پیدا ہونے پر اسے نہاں خانہ دماغ سے نکال کر اور لہک لہک کر اس طرح پڑھتے کہ بات کسی کے منہ سے نکلی ہوتی لیکن سیٹھ صاحب کی ادبی پیوند کاری سے اس کا لطف دوبالا ہو جاتا۔ انہیں علی الخصوص قدیم شعراء کے سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے لیکن ان میں سے زبان پر وہی شعر آتا تھا جس کا موقع اور محل متقاضی ہوتا۔ میں کیا ہر کوئی ان کی اس ادبی چابکدستی پر حیران اور ششدر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

ایک دفعہ انہوں نے ادبی گفتگو کے دوران مجھ سے ایک بہت پتہ کی بات کہی۔ میرا ذہن اس کی طرف پہلے کبھی منتقل نہ ہوا تھا۔ فرمانے لگے محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ اگر احمدی ہونے کے باعث دینی شاعری کے نہ ہو رہے ہوتے تو بہت بلند پایہ غزل گو شاعر ہوتے۔ میں نے کہا آپ نے یہ اندازہ کیسے لگایا۔ فرمایا غزل کے رنگ میں کہے ہوئے ان کے تڑپا دینے والے بعض اشعار سے۔ اپنی اس بات کے ثبوت میں انہوں نے اکمل صاحب کے ایسے متعدد اشعار سنائے جو غزل کے معیار پر کانٹے کی تول پورا اترتے تھے۔ میں ان اشعار پر ہی نہیں سیٹھ صاحب کی باریک بینی اور ژرف نگاہی پر پھڑک اٹھا۔ ایک شعر مجھے یاد رہ گیا وہ قارئین کے تفنن طبع کی غرض سے درج ذیل ہے۔

تیری محفل میں تو بیٹھے بیٹھے جی گھبرا گیا
کچھ نہ کچھ چلتا رہے ساغر چلے خنجر چلے

جماعت کے موجودہ شعراء میں سے سیٹھ صاحب برادرم محترم عبدالمنان صاحب ناہید کے بے حد مداح تھے۔ جب بھی ناہید صاحب کی نظم الفضل میں شائع ہوتی ایک ایک شعر پر میرے روبرو یعنی مجھے مخاطب کر کے اس طرح داد دیتے جیسے نظم میں نے ہی کہی ہو اور میں ہی عبدالمنان ناہید ہوں۔ میں بھی ہاں میں ہاں ملاتا اور ناہید سخن ور اور اعظم سخن فہم دونوں کو داد دیتا۔ سیٹھ صاحب ایک روز مجھ سے فرمانے لگے یہ ناہید صاحب کون ہیں، کہاں کے رہنے والے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟۔ میں نے ان کا پورا حدود اربعہ بیان کر کے محل وقوع اور شخصیت کے موضوع پر اپنی بساط کے مطابق روشنی ڈالی۔ سیٹھ صاحب نے ان سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ میں نے کہا وہ کبھی کبھی ربوہ آتے رہتے ہیں اور کہیں نہ کہیں ان سے میری ملاقات ہو ہی جاتی ہے۔ اب کے وہ آئے تو میں آپ سے ضرور ملاقات کراؤں گا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک روز میں نے محسوس کیا کہ سیٹھ صاحب کچھ زیادہ ہی خوش اور مسرور نظر آ رہے ہیں۔ میں نے اپنے تاثر بیان کر کے وجہ مسرت دریافت کی۔ فرمانے لگے آج گھر میں بیٹھے بٹھائے دلی مراد بر آئی، دیرینہ آرزو پوری ہوئی، خوش کیوں نہ ہوں۔ تفصیل دریافت کرنے پر مزید کہا میں گھر میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ کواڑ کھولا، ایک یکسر اجنبی بایں ہمہ ذہنی و قلبی طور پر بہت مانوس شخصیت کو کھڑے پایا۔ سلام دعا کے تبادلہ کے بعد میں (مراد سیٹھ محمد اعظم صاحب) نے پوچھا فرمایئے کس سے ملنا ہے اور کیا کام ہے۔ اس سراسر اجنبی شخص نے فرمایا فلاں صاحب اسی محلہ میں رہتے ہیں کیا آپ ان کے گھر تک میری رہنمائی کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا میں ان کے گھر کا پتہ ابھی بتائے دیتا ہوں پہلے آپ اپنا تعارف تو کرایئے۔ وہ بہت دھیمے لیکن دل موہ لینے والے انداز میں بولے خاکسار کا نام عبدالمنان ناہید ہے۔ اس کے سوا میری اور کوئی شناخت نہیں۔ مزید کیا عرض کروں۔ یہ نام سن کر میں نہ صرف یہ کہ چونک اٹھا بلکہ دل ہی دل میں خوشی سے اچھل پڑا اور اس حال میں ان سے بے ساختہ لپٹ گیا کہ دل ہی دل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

نگاہ لطف میری جستجو میں بڑھتی آتی ہے
ہوں وہ میخوار جس کے پاس خود میخانہ آتا ہے

ان سے بغل گیر ہونے اور ان کی اچانک تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کرنے کے بعد میں نے ان سے کہا آپ آئے نہیں لائے گئے ہیں۔ قدرت آپ کو یہاں کھینچ لائی ہے تاکہ میری تمنا بر آئے یعنی مجھ ایسا غریب الدیار آپ سے اپنے مخفی لگاؤ اور محبت و عقیدت کا اظہار کر سکے۔ انہیں میں نے گھر کے اندر لے جا کر سر آنکھوں پر بٹھایا اور ملاقات کی دیرینہ آرزو کا سب احوال کہہ سنایا۔ یہ سب کتھا سنانے کے بعد سیٹھ صاحب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا مسعود صاحب! اب تو آپ سمجھ گئے ناں، یہ ہے سبب میری مسرت کا۔ پھر کہا واقعی ناہید صاحب بہت نستعلیق طبیعت کے مالک ہیں اور بلند پایہ شاعر ہونے کے باوجود ہر قسم کے عجب و پندار اور تفاخر و تبختر سے یکسر مبرا ہیں۔

سیٹھ صاحب نقد سخن کے پرکھنے والے جوہری یعنی سخن فہم و سخن شناس ہی نہ تھے اور نغز گو شعراء کے مداح اور قدر دان ہی نہ تھے بلکہ خود بہت بلند پایہ کے ادیب اور انشاء پرداز بھی تھے۔ اس کا علم اس وقت ہوا جب بزم اردو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی درخواست پر آپ نے برصغیر کے نامور مقرر و خطیب نواب بہادر یار جنگ کی سیاسی خدمات اور فن خطابت پر مقالہ تحریر کیا اور بزم کی ایک خصوصی نشست میں صاحب ذوق چنیدہ اصحاب کو پڑھ کر سنایا۔ بزم اردو نے اس خصوصی نشست کا اہتمام کالج کے وسیع و عریض سٹاف روم میں بہت قرینہ سے کیا۔ غرض یہ تھی کہ نشست کا اہتمام سیٹھ صاحب کی طبعی نفاست کے مطابق شایان شان طریق پر ہو سکے۔ سٹاف روم میں بہت صاف ستھرا فرش بچھا کر اسے آرام دہ صوفوں اور نئی چمکدار چھوٹی چھوٹی میزوں سے سجایا گیا۔ قدرے محدود نوعیت کی اس خصوصی نشست میں صدارت کے فرائض خود کالج کے پرنسپل محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب نے ادا کئے۔ ساری کاروائی بیٹھے بیٹھے ہی انجام کو پہنچی۔ ذکر بہادر یار جنگ کا اور بیان ان کے دست راست سیٹھ محمد اعظم کا پھر کیوں سماں نہ بندھتا۔ گل افشانی گفتار کے نتیجہ میں سماں تو ایسا بندھا کہ ایک ایک فقرے پر سامعین سر دھننے لگے۔ مجھے بھی دہلی میں نواب بہادر یار جنگ کی دو تقریریں سننے کا موقع ملا تھا۔ سیٹھ صاحب کے نہایت مرصع مقالہ کے بعد عام بحث کے دوران میں نے بھی نواب صاحب مرحوم کی ایک تقریر کے چند فقرے جو مجھے زبانی یاد تھے انہی کے انداز، لب و لہجہ اور آہنگ میں ادا کر کے دکھائے نیز ان کے سحر زدہ سامعین کی محویت اور تعجب انگیز کیفیت کا نقشہ کھینچ کر حاضرین کے لئے یہ ممکن کر دکھایا کہ بحیثیت خطیب نواب بہادر یار جنگ کی منفرد حیثیت کا خود اندازہ لگا سکیں۔ لائل پور کے کالجوں کے بعض اساتذہ بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ سب نے ہی سیٹھ صاحب کے مقالہ کی بہت تعریف کی۔ آخر میں نشست کے صدر محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب نے فرمایا سیٹھ صاحب کے نہایت مرصع مقالے اور دوران بحث بہادر یار جنگ کے انداز خطابت کی بطور نمونہ عملی جھلک کے باعث آج کی خصوصی نشست عرصہ دراز تک یاد رہے گی اور بزم اردو کے کارپردازوں کے لئے ایسی نشستیں منعقد کرنے میں مہمیز کا کام دیتی رہے گی۔

اپنے قیام ربوہ (۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۴ء) کے دوران محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب نے دوسرا مقالہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی بزم حسن بیان کی درخواست پر حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم آف سکندر آباد دکن کی سیرت پر پڑھا۔ اس دفعہ نشست کا اہتمام دفاتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے احاطہ کے اندر گھاس کے ایک وسیع و عریض قطعہ میں کرسیاں لگا کر کیا گیا تھا۔ اس میں بزم کی درخواست پر صدارت کے فرائض خاکسار راقم الحروف نے ادا کئے۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم اپنی دینداری و تقویٰ شعاری اور تبلیغ و اشاعت دین کی سچی تڑپ اور اشاعت کتب کے بارہ میں اپنی عظیم الشان جدوجہد کی وجہ سے بہت ہی دل آویز شخصیت کے مالک تھے اور اس بنا پر ساری جماعت میں آپ کو عزت و احترام کا ایک خاص مقام حاصل تھا۔ آپ کا نام سن کر اہل ربوہ بزم حسن بیان کی اس نشست میں شرکت کے لئے دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔ احباب اس کثرت سے آئے کہ نہ صرف یہ کہ تمام کرسیاں پر ہو گئیں بلکہ بہت سے احباب کو کھڑے ہو کر کاروائی سننا پڑی۔

سیٹھ محمد اعظم صاحب کو حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سے عقیدت ہی نہ تھی بلکہ آپ تو اس دل موہ لینے والی انتہائی حسین شخصیت کے والہ و شیدا تھے۔ آپ نے اپنے ممدوح کی سیرت بیان کرتے ہوئے ان کی زندگی کے بہت سے ایمان افروز واقعات ایسے پر اثر انداز میں بیان کئے کہ مجمع پر محویت کا عالم طاری ہوئے بغیر نہ رہا۔ سارا ہی مقالہ بہت پر کشش انداز میں لکھا ہوا تھا۔ لوگوں نے خوب لطف اٹھایا اور مقالہ نگار کو جی بھر کر داد دی۔ آخر میں بحث میں حصہ لیتے ہوئے محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ، امیر جماعت احمدیہ صوبہ پنجاب نے بھی حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے سیٹھ محمد اعظم کے مقالہ کو سراہا اور فرمایا سیٹھ محمد اعظم صاحب نے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ایسی عظیم ہستی کی سیرت بیان کرنے کا حق ادا کر دکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور اس بزم کے منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

## حرف آخر

افسوس یہ جان فصاحت، یہ کان ملاحت، یہ خزینہ لطافت و ظرافت، یہ سخن فہم و اداشناس، دوست داری و دوست نوازی میں حد درجہ وضع دار، یہ مونس و غمخوار اور یہ یاروں کا یار جس کا نام محمد اعظم تھا اپریل ۱۹۷۴ء میں راہی ملک بقا ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔ سچ ہے سب فانی ہیں ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ایک ہی ہے اور وہ ہے اس کائنات کا خالق و مالک ہمارا ازلی ابدی خدا۔

سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

میں نے اس مختصر ذکر خیر میں سیٹھ محمد اعظم مرحوم کی زندگی کے گوناگوں پہلوؤں میں سے صرف چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے ورنہ سیٹھ صاحب کی پرخلوص رفاقت کی داستان تو اس قدر طویل اور حسین ہے کہ اگر ہمت اور طاقت ساتھ دے اور ان کے وسیع حلقہ احباب میں سے ایک ایک سے مل کر واقعات جمع کئے جائیں تو دفتر کے دفتر بھر جائیں اور پھر بھی داستان ناتمام ہی رہے۔ اس لئے میں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اس حکایت شیریں کو ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں کہ محمد اعظم حیدر آبادی اپنی آخری عمر میں بے مایہ ضرور ہو گیا تھا لیکن اپنی اس بے مائیگی اور گمنامی میں بھی عظمت کردار کی بلندیوں پر نصب ہونے والا ایک حسین مجسمہ تھا اگرچہ مرور زمانہ کے ہاتھوں گرد آلود ہونے کے باعث اس کی ظاہری رعنائی میں فرق آ گیا تھا تاہم اس حالت میں بھی اس کا باطنی حسن نکھرتا ہی چلا گیا اور قریب ہو کر دیکھنے والوں کو وہ پہلے سے بھی زیادہ حسین نظر آنے لگا۔ اور اگر میں اسے ایک لعل سے تشبیہہ دوں تو اپنی بے مائیگی کی حالت میں وہ گدڑی میں چھپا ہوا ایک ایسا لعل بے بہا تھا جس کی فطری اور باطنی تابانی نے اس گدڑی کو بھی عجب دل آویزی سے مالا مال کر دکھایا تھا۔

اے خدا! تو محمد اعظم ایسے بیک وقت والا نام و گمنام کو جس نے امارت اور غربت دونوں حالتوں میں اپنی عظمت کردار پر حرف نہیں آنے دیا جنت الفردوس میں مقام عالی عطا فرما اور اس جہان فانی میں اس کی یاد کو لوگوں کے دلوں میں آخر تک زندہ رکھ اور ایسا کر کہ اس کی خوبیاں اپنانے والے اس کی نسل میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں۔ آمین۔

---

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

---

"تیرا خدا کہتا ہے کہ آسمان سے ایسے زبردست معجزات اتریں گے جن سے تو راضی ہو جائے گا۔ سو ان میں سے اس ملک میں ایک طاعون اور دو سخت زلزلے تو آ چکے جس کی پہلے سے میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی۔ مگر اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ زلزلے اور آئیں گے۔ اور دنیا ان کی غیر معمولی چمک کو دیکھے گی اور ان پر ثابت کیا جائے گا کہ یہ خدا کے نشان ہیں جو اس کے بندے مسیح موعود کے لئے ظاہر ہوئے"۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ـــ ۳۹۸)

# خطبہ جمعہ

## جمعہ کا دن ہمیشہ ہمیش کے لئے امت مسلمہ کے لئے مبارک قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کا اول بھی برکتیں لے کے آتا ہے، اس کا آخر بھی۔

### مسجد بیت الرحمٰن امریکہ کے افتتاح کے ساتھ ہی امریکہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ارتھ سٹیشن کا افتتاح۔ نئے ارتھ سٹیشن کی تفصیلات اور اس سے نشر ہونے والے پروگراموں کے سلسلہ میں تفصیلی ہدایات۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء مطابق ۱۴ اخاء ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمٰن (امریکہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت ہی بڑا احسان ہے کہ آج کا دن طلوع ہوا جو بہت سی برکتیں لے کر آیا ہے۔ جمعے کا دن ہمیشہ ہمیش کے لئے امت مسلمہ کے لئے مبارک قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کا اول بھی برکتیں لے کے آتا ہے اس کا آخر بھی۔ اور جمعہ کے دوران اللہ کی طرف سے جو غیر معمولی رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان کا شمار ممکن نہیں نہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ ہے جو ہر ایک پر برابر اطلاق پائے۔ ان رحمتوں کا تعلق ذکر الٰہی سے ہے اور ہر دل کی کیفیت الگ الگ ہوتی ہے اور اسی نسبت سے ہر دل پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ پس یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جمعے کا وقت کوئی ایسا وقت ہے جس میں برابر تمام مسلمان یکساں اللہ کی رحمتوں کے مورد بنتے ہیں بلکہ ہر دل کی کیفیت الگ الگ تقاضے رکھتی ہے اور ان کے مطابق ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضلوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس دن کے ساتھ رحمتوں کے علاوہ فضلوں کا نزول بھی ہوتا ہے۔ یہ لفظ "فضل" قرآن کریم میں خاص طور پر وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے "فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ" (الجمعہ ۱۱) جب تم جمعے کے بعد فارغ ہوکر زمین میں منتشر ہوتے ہو تو پھر اللہ کے فضل کے طالب ہوا کرو۔ "واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون" (الجمعہ ۱۱) اور بہت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ یہاں دوسرا جو فضل کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق کے ذرائع ہیں اور بہت سی نعمتیں انسان کے لئے مقدر ہیں ان کے حصول کی کوشش کے تعلق میں بیان ہوا ہے۔ پس جہاں جمعہ رحمتیں لے کر آتا ہے وہاں فضل بھی لے کے آتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ فرماتا ہے کہ جاؤ اب تم فضلوں کی تلاش کرو تو چونکہ فضل دینے والا بھی وہی ہے اس لئے جمعے کے دن عام دنوں سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں۔

"واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون" اور ذکر الٰہی سے غافل نہ ہونا۔ دست با کار ہو تو دل با یار رہے۔ اگر دنیا کے کاموں میں مشغول ہوتے ہو تو اللہ کے ذکر کو نہ بھلانا۔ اس تعلق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری دی کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد غروب تک ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سب دعائیں قبول فرما لیتا ہے تو یہ ایک ایسا بابرکت دن ہے جو ہر روز ایک لیلۃ القدر کا نشان لے کر ہمارے لئے طلوع ہوتا ہے اور ہر قسم کی روحانی اور دنیاوی برکتیں اس دن سے وابستہ ہیں۔ اگرچہ "سبت" کا ایک تصور اہل کتاب میں بھی پایا جاتا ہے مگر "سبت" کے اس تصور میں ان برکتوں کا تصور نہیں ملتا جو جمعہ کے تعلق میں بیان ہوئی ہیں۔ "سبت" میں تو جہاں تک دنیا کے فضلوں کا تعلق ہے ان سے کلیۃً منہ موڑ لینے کا حکم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جمعہ کے دن خدا تعالیٰ نے روحانی برکتوں اور دنیاوی فضلوں کو اکٹھا کر دیا اور امت محمدیہ میں نعمت اپنے تمام کو پہنچی۔

آج کا دن اس لئے بھی بہت برکت کا دن ہے کہ آج کے جمعے کے دن اس مسجد کا افتتاح ہوگا، ہو رہا ہے بلکہ۔ ایک رسمی افتتاح ہے جو ساڑھے چار بجے شروع ہوگا۔ ایک روحانی افتتاح ہے جو اب اس خطبے سے اس جمعے کے وقت شروع ہو چکا ہے اور آج اس مسجد میں کثرت کے ساتھ مختلف ممالک سے بھی احمدی احباب شریک ہوئے ہیں تاکہ وہ ان برکتوں سے خود شامل ہوکر حصہ پائیں اور اپنی آنکھوں سے خدا کے فضلوں کا نزول دیکھیں۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کے افتتاح پر دنیا بھر کی جماعتوں کی کینیڈا کی مسجد کے مقابل پر زیادہ نمائندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ انڈونیشیا کے امیر بھی میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ غانا کے امیر بھی ہیں، ماریشس کے بھی ایک سابق امیر اور مخلص دوست۔ غرضیکہ جدھر نظر ڈالتا ہوں کوئی نہ کوئی امیر خواہ یورپ کا ہو، خواہ مشرق بعید کا ہو، خواہ افریقہ کا ہو، نظر میں آتا ہے اور اس کے علاوہ کثرت سے کینیڈا سے بھی دوست تشریف لائے ہوئے ہیں اور انگلستان سے بھی بڑی بھاری نمائندگی ہے۔ پس یہ اجتماع بہت ہی بابرکت ہے ایک خوشی کا دن ہے اور خوشیاں منانے کا دن ہے مگر یہ خوشیاں کیسے منائی جائیں۔ یہ ذکر الٰہی کے ساتھ منائی جاتی ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان خوشیوں میں صرف آپ ہی نہیں جو حاضر ہیں بلکہ وہ سب بھی شامل ہوں گے جو اس وقت حاضر نہیں۔ اگرچہ آج کا جمعہ براہ راست دنیا کے باقی براعظموں تک نہیں پہنچ سکتا لیکن ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ جلد از جلد آج کی کاروائی کی وڈیوز ہم انگلستان پہنچا دیں گے جہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا تک ان پروگراموں کی رسائی ہو سکے گی۔ لیکن ایک اور برکت جو یہ جمعہ ہمارے لئے لے کے آیا ہے اس کا تعلق انٹرنیشنل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ہے۔

اگرچہ اس سے پہلے کینیڈا اور امریکہ کی جماعتوں کے لئے جمعے کے دن براہ راست خطبہ سننے کا انتظام تو تھا لیکن جس طرح باقی دنیا میں روزانہ کم از کم تین گھنٹے کا پروگرام جاری ہو چکا ہے امریکہ کا براعظم اس سے محروم تھا اس لئے دل میں ایک تمنا تھی ایک۔ بعض دفعہ بے چینی بھی پیدا ہوتی تھی کہ امریکہ کا ملک جو دنیا کا امیر ترین ملک کہلاتا ہے وہ جماعتی معاملات میں کیوں غربت کا نمونہ دکھا رہا ہے۔ لیکن چونکہ مسجد کے چندے کا ایک غیر معمولی فریضہ انہوں نے ادا کرنا تھا اس لئے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ان کو معین طور پر اس بات کی تحریک کروں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ایسے عظیم مخلصین پر مشتمل ہے کہ جتنا بھی بوجھ ڈالا جائے وہ اپنی ذات پر لیتے ہیں لیکن سلسلے کی ضرورتیں پوری کرنے میں کمی نہیں کرتے۔ نہ کبھی شکوہ کرتے ہیں کہ ابھی کل تو آپ نے یہ تحریک کی تھی اب آج یہ شروع کر دی ہے۔ اس لئے اس خیال سے جس کا ذکر خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح اسلام میں فرمایا کہ ایسی مخلصین کی جماعت ہے کہ جب کہتا ہوں یہ نظر رکھتے ہیں میرے منہ پر، میری نگاہوں پر، اور جب کہتا ہوں ایسے ایسے مخلصین ہیں جو اپنا سب کچھ پھر قربان کر دیتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ انہوں نے مجھے قربانی کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے وہ

خط آپ کا فتح اسلام کے اندر آپ نے شامل فرمالیا ہے۔ اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیسے کیسے مخلصین خدا تعالیٰ نے مجھے عطا کئے ہیں لیکن ساتھ ایک دعا کی کہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

کیا ہی اچھا ہو کہ اگر امت میں سے سب کے سب نور دین بن جائیں اور وہ دعا دن بدن پوری ہوتی رہی کیونکہ جو نسبت مخلصین کی اس وقت مالی قربانی کے لحاظ سے تھی وہ Potential کے طور پر تو تھی لیکن سطح پر ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ اور اب یہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا مالی قربانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا نشان بن رہی ہے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

ہزارہا احمدی ایسے ہیں کہ ان کو جو کچھ کہا جائے وہ سب کچھ قربان کر دیتے ہیں اور بعض دفعہ روکنا پڑتا ہے کہ اتنی قربانی نہ کرو کیونکہ تمہارے اہل و عیال کا بھی حق ہے، تمہاری ذات کا بھی حق ہے۔

پس اس جماعتی خلوص کے جذبے پر نظر رکھتے ہوئے میرے دل میں تمنا تو بہت تھی مگر تحریک نہیں کر سکا۔ لیکن الحمدللہ جماعت احمدیہ کینیڈا کو یہ توفیق ملی اور اپریل ۱۹۹۴ء میں ان کی مجلس شوریٰ میں ایک ولولہ انگیز ریزولیوشن پاس ہوا کہ ہم ہر قربانی کر کے بھی شمالی امریکہ اور کینیڈا کو اس نعمت سے متمتع کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور جو کچھ بھی ہو ہم اپنا ایک "ارتھ سٹیشن" قائم کر کے وہ عالمی جماعتی پروگرام جن سے سب دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے ان کو اپنے ملکوں میں بھی یعنی کینیڈا اور امریکہ گھر گھر پہنچانے کا انتظام کریں گے۔ چنانچہ جب ان کے ریزولیوشن کا مجھے علم ہوا تو میرے دل میں غیر معمولی حمد کے جذبات پیدا ہوئے، ان کے لئے دعائیں نکلیں اور ان کو میں نے لکھا کہ اللہ کی مدد کے ساتھ اب آگے بڑھیں اور فوری جائزہ لینا شروع کریں۔ تمام امریکہ اور کینیڈا میں جو جو کمپنیاں "ارتھ سٹیشن" بنانے میں مہارت رکھتی ہیں اور شہرت رکھتی ہیں ان کے کوائف اکٹھے کریں۔ چنانچہ امیر صاحب کینیڈا نے یہ کام چودھری منیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کے سپرد فرمایا اور باقاعدہ میرے ساتھ اس عرصے میں رابطہ رہا۔ ہر نئی بات جو ان کے علم میں آتی تھی اس میں وہ مشورہ کرتے رہے اور اس سلسلے میں امریکہ کے بعض مخلصین نے بھی ان کی بھرپور مدد کی۔ بالآخر یہ طے پایا کہ امریکہ کی ایک مشہور کمپنی کو یہ ٹھیکہ دیا جائے اور انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ ہم آپ کے اس مسجد کے افتتاح سے پہلے اس انتظام کو مکمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر امید رکھتے ہوئے، اس کی رحمت پر توکل کرتے ہوئے ان کو یہ ٹھیکہ دے دیا گیا اور اس ضمن میں چودھری منیر احمد صاحب کے علاوہ فرحان بشارت صاحب نے جو کینیڈا میں ایک سائنس کے طالب علم ہیں بہت غیر معمولی قربانی کرتے ہوئے اپنا وقت پیش کیا اور گذشتہ تین ماہ سے مسلسل وہ یہیں موجود رہے ہیں اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کی کہ ان کی تعلیم کا کیا حرج ہوتا ہے اور کتنا حرج ہوتا ہے۔ اور یہ ان کی ذاتی محنت اور دلچسپی تھی جس کا اس کام کے پایہ تکمیل تک پہنچنے میں ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ اور الحمدللہ کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس جمعے کے ساتھ اس "ارتھ سٹیشن" کے ذریعے Satellite کی معرفت تمام کینیڈا اور امریکہ تک ایم۔ ٹی۔ اے کو پہنچانے کا انتظام مکمل ہو چکا ہے اور آج اس کے بھی افتتاح کا دن ہے۔

اس سلسلے میں جماعت امریکہ کا بھی ذکر ضروری ہے کہ انہوں نے اپنی اس مسجد کے قریب ہی جماعت کینیڈا کو اپنے لئے بہترین جگہ منتخب کرنے کا حق دیا اور اس کے ساتھ ہی جو مکان یہاں پہلے تعمیر شدہ تھا وہ بھی ان کے سپرد کر دیا تو اس طرح انہوں نے خود بھی اس میں ایک حصہ ڈالا۔ اس ارتھ سٹیشن اور جو Satellite اس کے ساتھ استعمال ہو گا اس سے متعلق کچھ کوائف بیان کرنے ضروری ہیں تاکہ تمام امریکہ کی جماعتیں اور کینیڈا کی جماعتیں ان کے پیش نظر اپنے اپنے گھروں میں Satellite لگوانے کی کوشش کریں۔ یہ جو "ارتھ سٹیشن" ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں چاہیں آپ، نظر کی حد تک ہر قسم کے پیغام چوبیس گھنٹے پہنچا سکتا ہے لیکن Satellite جو ان پیغاموں کو وصول کر کے پھر دوبارہ زمین کی طرف پھینکتے ہیں وہ ہمارے اختیار میں نہیں ہوتے اور سر دست جماعت کو ابھی توفیق نہیں ہے کہ وہ پورا Satellite خرید سکے اس لئے وہ کرایہ پر انتظام کرنا پڑتا ہے اور اس ضمن میں بھی بہت ہی تگ و دو کے بعد اور محنت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسے Satellite سے Co-ntact ہو گیا ہے جس کا نام Galaxy—4 ہے جس کے ذریعے اب انشاء اللہ شمالی امریکہ یعنی کینیڈا سمیت براعظم امریکہ میں جتنے ممالک یا سٹیٹس ہیں وہ سب انشاء اللہ روزانہ تین گھنٹے کا پروگرام سن سکیں گے۔

ایک حصہ اس کا چونکہ جو Foot Print کہلاتا ہے وہ دنیا کے سیاسی جغرافیہ کی پیروی نہیں کرتا بلکہ وہ زمینی دائروں کے مطابق بنتا ہے اس لئے اس میں خدا کے فضل سے میکسیکو بھی شامل ہو چکا ہے اور میکسیکو کا بڑا شمالی حصہ بھی اس سے اسی طرح استفادہ کر سکے گا۔ یہ تمام پروگرام K. U. بینڈ پر نشر ہوں گے اور اس لحاظ سے سہولت یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ دس بارہ فٹ کا ڈش انٹینا لگایا جائے، دو فٹ کا یا زیادہ سے زیادہ تین فٹ کا ڈش انٹینا کام دے گا۔ جو سگنلز ابھی تک بھجوائے گئے ہیں ان کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت ہی اچھی Reception ہو رہی ہے اور شمالی کینیڈا کی حد تک جہاں آبادی ہے اور یونائیٹڈ سٹیٹس کے جنوب کی حد تک جہاں جہاں سے بھی سگنل سے رابطہ کیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کے فضل سے بہت اچھے سگنل وصول ہو رہے ہیں۔ یہ ڈش انٹینا لگانا امریکہ اور کینیڈا کے احمدیوں کے لئے کوئی مشکل نہیں کیونکہ یہاں کے اقتصادی معیار کے لحاظ سے اس کی قیمت بہت ہی معمولی ہو گی۔ کینیڈا نے تو اپنے لئے پہلے ایک ہزار کا آرڈر دیا تھا جو دو سو سے کم قیمت پر، غالباً ایک سو ستر کے لگ بھگ کینیڈین ڈالر میں، ان کو دستیاب ہو گیا۔ یعنی ایک ہزار نہیں بلکہ ایک ہزار میں سے ہر انٹینا کے لئے ان کو دو سو سے کسی حد تک کم قیمت پر انٹینا مل جائے گا۔ اور یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام معمولی غریب احمدیوں کے لئے بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔

> **جمعہ کے دوران اللہ کی طرف سے جو غیر معمولی رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان کا شمار ممکن نہیں۔ ان رحمتوں کا تعلق ذکر الٰہی سے ہے اور ہر دل کی کیفیت الگ الگ ہوتی ہے اور اسی نسبت سے ہر دل پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔**

دوسرا حصہ ہے جو بیرونی حصہ ہے جس میں میکسیکو کا شمالی حصہ ہے اس کے لئے تین فٹ کا انٹینا درکار ہو گا اور وہ بھی کوئی اتنا زیادہ مہنگا نہیں بنتا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس میں ابھی تک کوئی باقاعدہ معاہدے کے ذریعے کسی کمپنی سے انٹینا بنوانے کا انتظام نہیں ہوا لیکن امیر صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ بڑی تفصیل سے ایک کمیٹی نے غور کر کے تمام جماعتوں کو ہدایات دی ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ تمام جماعتیں اپنے اپنے دائرے میں یہ کام کر سکیں گی۔ کینیڈا میں اگرچہ آغاز کا آرڈر ایک ہزار کا تھا لیکن اتنی جلدی مطالبہ اس سے بڑھ گیا کہ امیر صاحب نے مجھے دو دن ہوئے بتایا کہ اب ان کا ارادہ ہے کہ وہ ایک ہزار کا مزید آرڈر دیدیں تو امید ہے کہ وہاں دو ہزار گھروں تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم۔ ٹی۔ اے کے پہنچنے کا انتظام ہو جائے گا۔ اس "ارتھ سٹیشن" کا رابطہ ہمارے یورپ سے ہونے والے یعنی لندن سے شروع ہونے والے Live Programme سے مسلسل رہے گا۔ چنانچہ جس وقت انگلستان میں Live Programme یعنی جب مثلاً خطبہ ہو رہا ہے اور میں ایک گھنٹے کے لئے مجلس میں بیٹھتا ہوں یا دوسرے اور پروگرام ہیں وہ چل رہے ہوں گے تو یہاں کا "ارتھ سٹیشن" خود کار آلوں کے ذریعے ان کو نہ صرف اتارے گا بلکہ ریکارڈ کرے گا اور ان کو Pal سے N.T.S.C. میں تبدیل بھی کرے گا۔ چنانچہ صبح کے وقت جو عام طور پر یہاں کے احباب کے لئے اور بچوں کے لئے مناسب وقت نہیں تھا اور بہت دقت پیش آتی تھی ان کو یہ سہولت ہو جائے گی کہ ان کے لئے یہ "ارتھ سٹیشن" یہ پروگرام ریکارڈ کر کے اس میں سے جتنا حصہ یہاں کی انتظامیہ نے مناسب سمجھا وہ اسی شام کو دکھایا جائے گا اور دکھانے کے اوقات یہ ہیں کہ مشرقی ساحل پر آٹھ سے لے کر گیارہ بجے تک کا شام کا وقت ہے۔ جو اکثر کام کرنے والوں کی واپسی کے بعد کا وقت ہے۔ اور امریکہ میں تو گیارہ بجے تک جاگنا ایک روز مرہ کا معمول ہے کوئی بڑی بات نہیں ہے مغربی ساحل کے لئے کچھ دقت ہے کہ وہاں یہ پروگرام پانچ بجے شروع ہو گا مگر اس


اکمل
کی مٹھائیوں کی تو
بات ہی کچھ اور ہے
ASC 1974
**AKMAL** SWEET CENTER & FAST FOOD
ELBESTR. 22 · TEL. (069) 23 31 80 / 23 48 47
60329 FRANKFURT AM MAIN

اینجلس میں ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب سے میں نے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے بچے پانچ بجے تک واپس آ جاتے ہیں۔ اور جو کام کرنے والے ہیں وہ بھی پانچ سے لے کے سات کے درمیان گھروں میں واپس آسکتے ہیں تو ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہو گا کہ اگر سارا نہیں تو اس کے ایک حصے سے استفادہ کر سکیں۔ دوسرے انہوں نے فرمایا کہ ہر گھر میں یہ سہولت موجود ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے لئے ریکارڈنگ کر لو تو جب وہ پانچ سے آٹھ بجے تک کا پروگرام ہو رہا ہو وہ ریکارڈ ہو رہا ہو گا واپس آ کے ہم اس کی ریکارڈنگ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اگر دیر ہو جائے تو اس طرح امریکہ کے اور کینیڈا کے تمام احمدیوں کو یہ سہولت ہوگی کہ براہ راست مرکزی تربیت سے استفادہ کر سکیں۔

**ہزارہا احمدی ایسے ہیں کہ ان کو جو کچھ کہا جائے وہ سب کچھ قربان کر دیتے ہیں اور بعض دفعہ روکنا پڑتا ہے کہ اتنی قربانی نہ کرو کیونکہ تمہارے اہل و عیال کا بھی حق ہے، تمہاری ذات کا بھی حق ہے۔**

اس ضمن میں کچھ اور اہم باتیں ہیں جن کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ یہ Satellite کا "ارتھ سٹیشن" بنالینا، Satellite سے وقت لے لینا یہ اتنا مشکل کام نہیں ہے جتنا روزمرہ پروگرام جاری کرنا ہے۔ اس کے لئے بہت قربانی کی ضرورت ہے اور قابل مخلص نوجوانوں اور بڑوں، معمر دوست بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں، ان کی روزانہ قربانی کی ضرورت ہے۔ انگلستان میں جو انتظام ہے اس کے ذریعے تین چار حصوں میں ہم پروگرام کا روزانہ انتظام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ جو ابتدائی کمزوریاں تھیں ان میں وہ دور کی جا رہی ہیں، روز بروز پروگرام بہتر ہو رہے ہیں۔ اس کے لئے ایک تو جسوال برادران کا مستقل وقف ہے جو اس میدان میں پہلے بھی کچھ مہارت رکھتے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو اس میدان میں کام کرنے والے Professionals ہیں ان سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ اور ان کے علاوہ ایک نوجوانوں کی ٹیم ہے جو روزانہ کام کرتی ہے۔ ان میں دس پندرہ یا پندرہ بیس ایسے لڑکے بھی ہیں لڑکیاں بھی ہیں جن کو الگ سٹوڈیو بنا کے دیا گیا ہے۔ بچیاں صبح نو بجے سے لے کر شام پانچ بجے تک آتی ہیں جبکہ لڑکے وہاں اس وقت نہیں ہوتے۔ اور لڑکے شام پانچ بجے آکر اسی سٹوڈیو پہ قبضہ کرتے ہیں اور پھر بعض دفعہ رات ایک دو بجے تک کام کرتے ہیں اور یہ سارے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے کار نہیں یا طلبہ ہیں یا کام کرنے والے لوگ ہیں۔ اور مسلسل محنت کے ساتھ ایک دن بھی تھکاوٹ کا شکوہ کئے بغیر انہوں نے کام کو سنبھالے رکھا ہے اور دن بدن خدا کے فضل سے بہتر بنا رہے ہیں۔ اگر میں آپ کو تفصیل بتاؤں کہ ایک گھنٹے کی وڈیو کو دکھانے کے قابل بنانے کے لئے کتنی محنت کرنی پڑتی ہے، کیا کیا جائزے لینے پڑتے ہیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ کتنے بڑے وقت کی قربانی درکار ہے اور یہ سب خدا کے فضل سے جماعت انگلستان بڑے شوق سے کر رہی ہے اور جب مجھے فکر پیدا ہوتا ہے کہ یہ تھک نہ جائیں یقین دلاتے ہیں کہ بالکل مطمئن رہیں ہم عہد کر چکے ہیں اس کام کو ضرور نبھائیں گے اور نبھا رہے ہیں۔ پروگرام بڑھ رہے ہیں پہلے تو صرف پاکستان کے اور بعض مشرقی ممالک ایشیا کے لئے صبح گیارہ سے رات گیارہ بجے تک بارہ گھنٹے کے پروگرام ہوتے تھے اب مشرق بعید کے لئے بھی پروگرام شروع ہو چکے ہیں اور انڈونیشیا جو بڑی مدت سے جماعتی پیغام دینے سے اس لئے محروم تھا کہ قانونی دقتیں حائل تھیں۔ اب جو Satellite ہم نے ان کے لئے چنا ہے ان کا مرکز انڈونیشیا ہے اور سب سے اعلیٰ Reception انڈونیشیا میں ہوتی ہے اور اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ آسٹریلیا میں بھی بہترین پروگرام سنا جا رہا ہے اور نیوزی لینڈ میں بھی بہترین پروگرام سنا جا رہا ہے اور فجی میں بھی وہ پروگرام سنا جا سکتا ہے۔ ملائشیا میں شمال کی طرف انڈونیشیا کے وہاں بھی یہ پروگرام بڑی عمدگی سے سنا جا رہا ہے۔ تو وہ جو خلاء ایک باقی تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح پر فرما دیا لیکن اس کے لئے جو محنت کرنی پڑتی ہے اور جو وڈیوز ممالک کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کرنی پڑتی ہیں اس کے لئے بہت وقت چاہئے اور روزانہ پھر Satellite کو وقت کے اوپر وہ چیز پہنچانا ایک اہم ذمہ داری ہے جس کے لئے ہم بعض دفعہ پندرہ دن کا پروگرام بناتے ہیں تاکہ آگے آگے رہیں ورنہ ایک منٹ بھی وہ دیر برداشت نہیں کر سکتے۔ عین جب سوئی بارہ پہ پہنچتی ہے اگر بارہ پہ شروع ہونا ہے تو Satellite کی انتظامیہ ہم سے یہ تقاضا کرے گی کہ اس سے پانچ منٹ پہلے کم از کم وہ ان کی شاک میں داخل ہو جانی چاہئے اور اس سے بھی کچھ پہلے ان کو اپنے پروگراموں کو ترتیب دینے کے لئے سارے پروگرام کا علم ہونا چاہئے۔ اب یہ سارا کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہماری طوعی، رضاکارانہ خدمت کرنے والی ٹیم کر رہی ہے۔

یہاں جو کمی مجھے محسوس ہوئی ہے۔ یہ انتظام تو ہو گیا لیکن یہ انتظامیہ نہیں ہے جو اس کام کو سنبھالے، یہ تو ویسی ہی بات ہے کہ۔

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے

لیکن نمازی میسر نہیں آئے۔ تو میں اس مسجد کی بات نہیں کر رہا اس کو تو اللہ اتنے نمازی دے گا کہ دیکھتے دیکھتے چھوٹی ہو جائے گی۔ میں کام کرنے والے جو ٹیلی ویژن پر کام کرنے والے ہیں ان کی بات کر رہا ہوں کہ اس کی بہت ضرورت ہے روزانہ تین گھنٹے تو یہاں ایسے ماہر بیٹھنے چاہئیں بعض کو تو ہم نے یہ ٹریننگ دلوائی ہے مگر وہ مستقل وقت نہیں دے سکتے کچھ عرصہ وہ ساتھ کام کریں گے۔ اور آپ کے نوجوانوں کو مسلسل اپنا وقت وقف کرنا ہو گا اور اس کے لئے جتنی جلدی کریں اتنا ہی کم ہے کیونکہ آج سے پروگرام شروع ہو چکا ہے۔ کل میں نے امیر صاحب یونائیٹڈ سٹیٹس کی امارت میں ایک کمیٹی کو ان باتوں پر غور کرنے کے لئے ہدایت کی تھی اس میں امیر صاحب کینیڈا بھی شامل تھے کچھ اور جو کام میں شامل رہے ہیں وہ بھی ساتھ تھے تو مجھے امید ہے انہوں نے جس طرح ہدایت دی گئی تھی اس قسم کا ڈھانچہ تیار کر لیا ہو گا۔ لیکن جو جو ہمیں ضرورتیں ہیں وہ میں تمام جماعت کے علم میں لانا چاہتا ہوں تاکہ اس کے مطابق دوست اپنے آپ کو پیش کریں۔ پہلی ایک بات یہ ہے کہ جتنے بھی اہم پروگرام مرکز میں پہلے سے دکھائے جا چکے ہیں اور اس میں دنیا کا ایک بڑا حصہ شریک ہو چکا ہے ان کی وڈیو یہاں پہنچنی ضروری ہیں۔ اس سلسلے میں یہ ابتدائی ہدایت میں نے جسوال برادران کو کی تھی مجھے امید ہے کہ اس کے مطابق وہ کافی تعداد میں وڈیوز ساتھ لے آئے ہوں گے۔ ان وڈیوز کو دیکھنا ضروری ہے ان سب کو N.T.S.C. System سے Pal System میں تبدیل کرنا ضروری ہے اور اس کے مطابق پروگرامنگ کرنی ہے۔ اور حسب حالات بعض چیزیں چھوڑنی پڑیں گی، بعض چیزیں داخل کرنی پڑیں گی۔ اور پھر پروگرام اتنے لمبے عرصے کے لئے بنانے ہوں گے کہ پندرہ دن کا شیڈول، پروگرام آپ دیکھنے والوں کو پہلے بتا سکیں۔ اس کے علاوہ مقامی طور پر پروگرام تیار کرنے ہیں ان کے لئے بھی بڑی محنت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ امریکہ کا ایک اپنا مزاج ہے امریکہ کا ایک اپنا زبان کا تلفظ ہے اس میں جب وہ بات سنتے ہیں تو ان پر اور اثر پڑتا ہے اور نئے پروگرام بنانے میں بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ انتخاب کرنا پڑتا ہے کون اس کا اہل ہے اور کون نہیں ہے۔ پھر جتنے پروگرام بنتے ہیں ان کو از سر نو دیکھنا پڑتا ہے ان کا ابتدائی ڈھانچہ بعض دفعہ مجھے خود دیکھ کر اس کی منظوری دینی پڑتی ہے ورنہ کئی دفعہ غلطیاں بیچ میں داخل ہو جاتی ہیں اور جماعت احمدیہ کا وقار مجروح ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ کئی دفعہ غلطی سے ایسی باتیں ہو جاتی ہیں اس پہ شکوے موصول ہوتے ہیں تو اب تو بار بار ہدایت سے ٹیموں کو اتنا تیار کر لیا گیا ہے کہ ان کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ سلیقہ پیدا کر دیا ہے کہ جہاں بھی ان کو خطرہ محسوس ہو کہ یہ مناسب ہے یا نہیں ہے وہ فوری طور پہ مجھ سے وقت لے کر مجھے وہ وڈیو لا کے دکھاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ حصے خاص طور پر توجہ کے مستحق ہیں اور پھر ہم مل کر وہاں فیصلے کر لیتے ہیں۔

تو یہاں بھی ایک بہت بڑی ٹیم کی ضرورت ہے جو اول ان تمام پروگراموں کو جو انگلستان سے یہاں پہنچیں گے ان کو ساتھ ساتھ دیکھے اور امریکہ کے لئے فیصلہ کرے کہ کتنے حصوں میں اس کو پیش کرنا ہے۔ بعض پروگرام ہیں ایک ایک دو دو گھنٹے کے پروگرام ہیں یا چھ سات گھنٹے کے پروگرام ہیں۔ مختلف جلسے ہیں ان میں بہت سی تقاریر ہیں اور بہت سے دلچسپ واقعات ہیں تو ان پروگراموں کو بعینہ اسی طرح تو آپ سٹاک میں داخل نہیں کر سکتے۔ ان کو دیکھنا ہے ان میں سے انتخاب کرنا ہے بعض چیزوں کو لینا ہے، بعض چیزوں کو چھوڑنا ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ کمنٹری بھرنی ہے کہ اب ہم آپ کے سامنے کیا چیز پیش کرنے والے ہیں۔ تو بہت بڑا کام ہے۔ ہزاروں گھنٹے ایک مہینے میں ہمارے ہاں volunteer لگا رہے ہیں اور بلا مبالغہ ہزارہا گھنٹے صرف کر رہے ہیں اور تب جا کر بمشکل آہستہ آہستہ اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ ہم اس گھوڑے پر کاٹھی ڈال سکے ہیں۔ لیکن ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے گھوڑے نے بھی سیکھنا ہے،


1 HOUR
PHOTO PRINTS
**SET A PRINT**
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS.
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

*SELF SERVICE/*
*COIN OPERATED*
*LAUNDERETTE AND DRY*
*CLEANING FACILITIES*
**J & L LAUNDERETTE**
*159 PARK ROAD*
*KINGSTON UPON THAMES*

سواروں نے بھی سیکھنا ہے۔ تو آپ نے ابھی سواری کا آغاز نہیں کیا اس لئے میں سمجھا رہا ہوں کہ جہاں جہاں جس احمدی مخلص کو یہ احساس ہو کہ وہ سلیقہ رکھتا ہے کہ ان کاموں میں مدد دے سکے وہ ان کاموں میں مدد کے لئے اپنا نام فوری طور پر امیر صاحب یونائیٹڈ سٹیٹس کی خدمت میں پیش کرے۔ اور کینیڈا میں اگر کچھ لوگ وقف کر کے خواہ وہاں مقامی طور پر کام کرنے کے لئے وقت پیش کریں یا یہاں آنے کے لئے تیار ہوں وہ امیر صاحب کینیڈا کے سامنے اپنے نام جلد از جلد پیش کریں۔

**ایک لمبے عرصہ تک میں نظر رکھتا ہوں میرے خیال میں خلفاء اردو دان ہی رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کچھ اسی طرح کام کیا کرتی ہے کہ جہاں سے وہ نبوت کا انتخاب فرماتا ہے وہیں ایک لمبے عرصہ تک خلافت کو بھی محدود رکھتا ہے۔**

پھر ایک اور پہلو ہے لائیو پروگرام جو روزانہ آتا ہے اس کو دیکھنا اور اس میں فیصلہ کرنا کہ کونسا پروگرام کس وقت پیش کیا جائے۔ اب جو ایک گھنٹہ روزانہ میں دیتا ہوں اس میں بھی بعض ایسے پروگرام شروع ہو چکے ہیں کہ وہ از خود اسی دن ہم یہاں جاری نہیں کر سکتے کیونکہ آپ ان پروگراموں میں پیچھے رہ چکے ہیں مثلاً تین ایسے پروگرام ہیں جن میں لائیو اسی وقت دکھانا، یا اسی دن کا لائیو پروگرام شام کو دکھانا مناسب نہیں ہو گا۔ ایک قرآن کریم کی کلاس شروع ہوئی ہوئی ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ اب میں خود ہی تمام دنیا کے احمدیوں کو قرآن کریم کا ترجمہ سکھاؤں۔ اور اس ترجمہ سکھانے کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں تلفظ کی درستی کرنی ضروری ہے یعنی عام طور پر جو غلطیاں پائی جاتی ہیں ان کی طرف توجہ دلانا وہ بھی خود کروں۔ اور اس کے علاوہ عربی گرائمر سے بھی کچھ شناسائی کرواتا چلا جاؤں کیونکہ جو ترجمہ آپ دوسری زبانوں میں پڑھتے ہیں وہ کئی پہلوؤں سے بالکل ناقص اور خام ہے۔ یعنی ایک مضمون تو آپ تک پہنچا دیتا ہے لیکن قرآن کریم کے اصل الفاظ کو سمجھنا اور کس طرح وہ بات بیان ہو رہی ہے وہ اس کا براہ راست علم پانا یہ ترجمہ پڑھنے کے مقابل میں زمین آسمان کی سی مختلف چیز ہے۔ یعنی اتنی مختلف ہے کہ گویا زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ آپ کو پتہ چلے کہ قرآن کریم کا محاورہ کیا ہے کیوں یہ ترجمہ کیا جاتا ہے اور کیسے اور تراجم ممکن ہیں۔ اور پھر یہ بھی علم ہونا چاہئے جماعت کو کہ جماعت احمدیہ نے جو عام سنی یا شیعہ تراجم سے اختلاف کیا ہے تو اس کی بناء کیا ہے۔ کیا محض اپنے نفس کی خواہش کے مطابق کیا ہے یا قطعی دلائل کے ساتھ جن کے شواہد قرآن کریم میں ملتے ہیں، احادیث میں ملتے ہیں، عربی گرائمر میں ملتے ہیں یہ نیا ترجمہ اختیار کیا گیا ہے۔ نیا اس پہلو سے کہ ازمنہ وسطیٰ میں جو ترجمہ کیا گیا اس زمانے کے علم کے لحاظ سے ان بزرگوں اور علماء نے جس حد تک ان کو سمجھ آئی وہ ترجمہ کر دیا مگر قرآن کریم تو ہر زمانے کی کتاب ہے اور بعض آیات ایک زمانے میں ایک مفہوم پیش کر سکتی ہیں اور اس مفہوم کو اس زمانے میں سمجھنا کافی ہے لیکن جب زمانہ آگے گزرتا ہے تو قطعی طور پر عربی گرائمر کی رو سے ان آیات سے ایک اور مفہوم اخذ کرنا ممکن ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ زمانہ اس بات کا شاہد بن جاتا ہے کہ قرآن کریم نے جو بات آج سے چودہ سو سال پہلے بیان فرمائی تھی وہ پوری ہو چکی ہے۔ پس ایسی باتوں میں بھی اور بعض ایسے امور میں بھی جہاں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے والوں نے اس حد تک سادگی سے کام لیا ہے کہ یہ نہیں دیکھا کہ یہ ترجمہ قرآن کریم کے شایان شان بھی ہے کہ نہیں، انہوں نے ایسا ترجمہ کیا جس سے مستشرقین اور دشمنان اسلام کو خوب پھبتیاں کسنے کا موقع ملا اور اعتراض کرنے کا موقع ملا۔ لیکن جماعت احمدیہ نے جو ترجمے کئے ہیں ان میں یہ پوری احتیاط ہے کہ ترجمہ درست ہو اور کسی قسم کے اعتراض کا محل نہ بن سکے اور اس میں مثالیں بہت سی ہیں میں اس وقت نہیں دے سکتا۔ لیکن جو میں ترجمہ خود پڑھا رہا ہوں اس میں وقتاً فوقتاً ٹھہر کر وہ باتیں کھول دیتا ہوں کہ دیکھیں یہ ترجمہ فلاں نے یہ کیا ہے، ہم یہ کر رہے ہیں اس کی یہ سند ہے۔ قرآن اس پر گواہ ہے، حدیث گواہ ہے، انسانی فطرت گواہ ہے یہ اس لئے ضروری ہے کہ بعض دفعہ غیر ہمارا ترجمہ اٹھا کر بتاتے ہیں کہ دیکھو جی آپ نے معنوی تحریف کر لی ہے اور یہ ترجمہ دوسرے تراجم میں نہیں ملتا۔

ہر احمدی کو اس بات کی اہلیت ہونی چاہئے کہ وہ فوراً بتا سکے اور دلائل سے ثابت کر سکے کہ تحریف تم لوگوں نے کی ہوئی تھی، ہم نے اس تحریف کا ازالہ کیا ہے۔ اور قطعی شواہد ہمارے حق میں ہیں کہ یہی ترجمہ ہونا چاہئے اور قرآن کی عظمت اور شان کا تقاضا یہی ہے کہ یہ ترجمہ ہو۔ پس ان پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اس جذبے کے ساتھ اس خواہش کے ساتھ کہ ایسا ترجمہ ہو جو چھوٹی عمر کے بچوں کو بھی سمجھ آ رہا ہو، نئے آنے والوں کو بھی سمجھ آئے، پرانوں کو بھی سمجھ آئے کچھ نسبتاً تفصیل کے ساتھ بعض پہلوؤں پر گفتگو کرتا ہوں وہ ترجمہ چونکہ کچھ عرصے سے جاری ہے اب آپ اگر وہ براہ راست سننا شروع کریں گے تو آپ کو پورا فائدہ نہیں دے گا۔ کیونکہ بہت سے گرائمر کے ایسے سبق ہیں جو پہلے دے بیٹھا ہوں اور آئندہ اگر آپ نے شروع کر دیا تو آپ کو پتہ نہیں لگے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں کس طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ اس لئے روزانہ ان پروگراموں کو الگ جمع کرنا اور پہلے سے جو ترجمے ہو چکے ہیں ان کے لئے اپنے تین گھنٹوں میں سے وقت نکالنا اور پھر اس کو بعد میں آنے والے پروگراموں سے ملانا یہ کام ہے اور ایک ایسا وقت آ سکتا ہے جب آپ شامل ہو جائیں کیونکہ یہ ترجمے کی کلاس ہفتے میں صرف دو گھنٹے کے لئے ہوتی ہے۔ آپ اگر Catch up کر جائیں یعنی اس کو پکڑ لیں جو کھویا ہوا وقت ہے، تو رفتہ رفتہ دوسرے آنے والے پروگرام بھی اس میں شامل کرنے کے بعد ایسی جگہ پہنچ سکتے ہیں کہ جب روزانہ کا پروگرام روزانہ دکھا سکیں۔

ایک اور جاری پروگرام ہے وہ ہے زبان سکھانے کا پروگرام۔ اس سلسلے میں میں نے تمام دنیا کی جماعتوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ایک ایسا طریق اختیار کریں گے جس سے کسی اور زبان سے واسطے کے بغیر براہ راست ایک زبان اہل زبان کی طرف سے سکھائی جائے گی اور بیک وقت اگر آٹھ چینل مہیا ہیں تو آٹھ زبانیں ایک ہی پروگرام سے سکھائی جا سکیں گی۔ اور یہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو ہمارا معاہدہ ہوا ہے، یہاں جس Satellite کمپنی سے، معاہدے میں شامل ہے کہ وہ آٹھ Channels ہمیں مہیا کریں گی۔ یعنی ایک وڈیو چینل اور ساتھ اس کے آواز اور سات مختلف آوازیں، اسی پروگرام سے ملحق۔ تو یہ بھی پروگرام موجود ہے اور زبانوں کے سکھانے میں اس میں انشاء اللہ یہ بہت مفید رہے گا۔ یہ کوشش ہوتی رہی لیکن اپنا مافی الضمیر ان دوستوں کو سمجھانے سے قاصر رہا جن کے سپرد یہ کام کیا تھا۔ اچھے تعلیم یافتہ لوگ ہیں محنتیں بھی بہت کی گئیں ذہین ہیں مگر بعض دفعہ ایک انسان کے دل میں جو تصور ہے وہ پوری طرح دوسرے کے دل پہ نقش نہیں کر سکتا۔ اس لئے جب وہ پروگرام بناتے تھے تو کہیں مجھے تسلی نہیں ہوتی تھی کہیں وہ اٹک جاتے تھے کہ بغیر کسی دوسری زبان کے یہ باتیں سمجھائی جا ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے پھر میں نے فیصلہ کیا کہ میں خود یہ تجربہ شروع کروں لیکن تجربہ ہوتے ہوتے اب یہ مستقل پروگرام بن گیا ہے اس میں میں نے مختلف ممالک کے ایسے لوگ بھی شامل کئے جن کو ایک لفظ بھی اردو کا نہیں آتا تھا اور اردو سکھانے کا پروگرام بنایا۔ چینی بھی شامل تھے اور رشین بھی اور ایسے عرب بھی جن کو بالکل اردو نہیں آتی تھی اور گھر کے چھوٹے بچے بھی شامل کر لئے گئے جو وہاں کی پیدائش ہیں اور انگلستان کے بچوں کی اردو بہت کمزور ہے۔ پھر ہمارے عبدالوہاب آدم صاحب افریقہ سے اس میں شامل ہوئے۔ اور ان سب کو سمجھایا کہ ہم نے ایک لفظ بھی کسی اور زبان کا استعمال نہیں کرنا یہ آپ کا ذمہ نہیں ہے کہ اردو سیکھیں۔ یہ میرا ذمہ ہے کہ اردو سکھاؤں۔ بالکل ویسا ہی سلسلہ ہے جیسے ماں باپ اپنے بچوں کو زبان سکھاتے ہیں۔ تو قدرت نے ایک ایسا نمونہ ہمارے سامنے پیش فرمایا جس کا تعلق علم اور عقلی معیار سے دور کا بھی نہیں ہے۔ ہر جاہل سے جاہل ماں بھی اپنے بچے کو زبان سکھا لیتی ہے اور ہر زبان سکھائی جا سکتی ہے۔ دنیا کے پردے پہ کوئی ایسا خطہ نہیں ہے جہاں خدا تعالیٰ کے اس حیرت انگیز نظام سے استفادہ کرتے ہوئے ماں باپ اپنی اولاد کو بغیر کسی دوسری زبان کے سہارے کے اسے کچھ سکھا نہ سکیں، زبان نہ سکھا سکیں، یہ ممکن نہیں ہے۔ سکھا سکتے ہیں اور دوسری زبان کا سہارا ویسے بھی ممکن نہیں ہے بچہ تو بے چارہ خالی سلیٹ لے کے پیدا ہوتا ہے جتنی مرضی زبانیں بولیں اس کے لئے سارا فارسی عربی فرنچ ہے اس کو تو کچھ پتہ نہیں لیکن آپ سکھا لیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ذمہ داری ماں باپ کی ہو بچے کی نہ ہو بچے کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ اپنے ذہن پر ادنیٰ بھی بوجھ نہیں ڈالتا کہ میں کچھ سیکھوں وہ بے تکلف اپنی مرضی کی باتیں کرتا ہے اپنی موجوں میں لگا ہوتا ہے ماں باپ اس کا منہ ہلا ہلا کر اپنی طرف کرتے ہیں کہ بیٹا یہ لفظ بولو، کبھی بولتا ہے کبھی نہیں بولتا اس کو کوئی پرواہ نہیں لیکن خدا نے جو نظام بنایا ہے یہ اتنا قوی


DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES
ZAHID KHAN
(081) 715 0207
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

ہے اور اس نظام کا یہ ایک لازمی جزو ہے کہ بچہ بوجھ نہ ڈالے۔ کیونکہ جو بوجھ ڈالے گا اور کوشش سے زبان سیکھے گا اس کی زبان میں رخنے پیدا ہو جائیں گے اس کا تعلق کوشش کے ساتھ اپنے یادداشت کے خلیوں سے فائدہ اٹھانے کی ذمہ داری اس کے اوپر عائد ہو جائے گی۔ اب کوشش کے ساتھ جب آپ یاد داشت کے خلیوں سے استفادہ کرتے ہیں تو بسا اوقات مشکل پڑ جاتی ہے کوئی لفظ یاد نہیں آتا کبھی ادھر بھاگتے ہیں کبھی ادھر بھاگتے ہیں اور جتنی زبانیں بھی آپ دوسری زبانوں کے ترجموں سے سیکھتے ہیں ان میں ذہن مستقل ترجمے کر رہا ہوتا ہے اور جو زبان خود اگتی ہے، خود رو پودے کی طرح آپ کے ذہن کے Soil سے پیدا ہوتی ہے اس کی بات ہی کچھ اور ہے اس کو مادری زبان کہتے ہیں۔ وہ غلط بھی ہو اس میں خود روئیت کا ایک حسن پایا جاتا ہے اس لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر انگریز بہت اچھی انگریزی بولتا ہو۔ وہ اگر بولتا ہے تو پورے یقین کے ساتھ کہ یہ میری سرزمین ہے میں جو کہتا ہوں کہہ سکتا ہوں اور لوگوں کو اس کا لطف آتا ہے۔ ایک عرب جو ہے جیسے وہ عربی بولتا ہے دوسرے کے سہارے سے سیکھے ہوئے عربی دان وہ بات پیدا نہیں کر سکتے۔ تو اس لئے بھی میں نے یہ سوچا تھا کہ خدا کے قائم کردہ نظام کے مطابق ترجمے کا پروگرام بنایا جائے یعنی زبانیں سکھانے کا پروگرام بنایا جائے۔ اب تک گیارہ اسباق دیئے جا چکے ہیں اور اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے مثلاً وہ روسی ہمارے راویل صاحب جن کو ایک لفظ بھی اردو کا نہیں آتا تھا کئی فقرے اردو کے خود بخود بولنے لگے۔ باتوں باتوں میں بے ساختہ ان کے منہ سے بعض فقرے پھوٹتے ہیں اور بالکل صحیح پھوٹتے ہیں سوال کر سکتے ہیں تو یہ ان سب کو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس طرح وہ ہر زبان سکھا سکتے ہیں چنانچہ یہ وڈیوز تقسیم کر دی گئی ہیں اہل زبان میں۔ اب اس پروگرام کو دیکھ کر ایک انگریز انگریزی سکھائے گا اور بظاہر میں بول رہا ہوں گا لیکن آواز اس انگریز کی ہوگی انگریزی کے وقت۔ اور عثمان چینی صاحب، چینی سکھائیں گے اگرچہ وہ مختلف ہیں میں مختلف ہوں لیکن میری زبان سے آپ چینی لفظ سنیں گے کیونکہ وہ حرکتیں ایک ہی ہیں اور طرز بیان ایک ہے اس لئے ہر آدمی انہی حرکتوں، اسی طرز بیان سے مختلف زبانیں سیکھ رہا ہوگا۔ فرنچ بھی آپ مجھ سے سیکھ رہے ہوں گے بظاہر اور جرمن بھی سیکھ رہے ہوں گے اور Spanish سپینش بھی سیکھ رہے ہوں گے اور عربی بھی سیکھ رہے ہوں گے لیکن وہ آوازیں مختلف ہوں گی پروگرام ایک ہوگا۔ تو یہ پروگرام اب تک میرا خیال ہے مکمل ہو چکے ہوں گے لیکن وہاب صاحب نے تو مجھے بتایا ہے جیسا کہ میں نے ان کو تاکید کی تھی امریکہ آنے سے پہلے لازماً ختم کر کے آئیں، ان کو امریکہ آنے کی جلدی تھی اور مجھے یقین تھا کہ اگر آگئے تو سارا پروگرام دھرا رہ جائے گا میں نے شرط لگا دی کہ امریکہ آنے کا شوق ہے ٹھیک ہے لیکن پروگرام بنائیں پھر آئیں تو اب انہوں نے مجھے آتے ہی رپورٹ دی کہ اپنی بیٹی کو بھی شامل کیا اور بہت محنت کی اللہ کے فضل سے ان کے وہ ترجمے درج کروا آئے ہیں۔

اسی طرح قرآن کریم کی جو کلاس ہے اس کے ترجمے ضروری ہیں اس کے تو ترجمے نہیں ہوتے یہ تو دیکھنے والا از خود اندازہ لگا کر اپنی زبان سکھاتا ہے، نوید مارٹی صاحب ہیں ہمارے ایک فرنچ بہت مخلص احمدی ان کے سپرد کیا ہے انہوں نے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں میں مطمئن ہوں کہ یہ اس طرح زبان سکھائی جا سکتی ہے۔ میں اسی پروگرام سے اب فرنچ سکھاؤں گا تو جرمن قوم کے سپرد جرمن سکھانے کا پروگرام کر دیا ہے سپینش کے سپرد سپینش کا۔ سپینش کی بھی کل مجھے اطلاع ملی ہے کہ پروگرام خدا کے فضل سے آگے بڑھ چکا ہے تو آئندہ کا پروگرام میں آپ کو ابھی بتا دوں وہ یہ ہے کہ جو گیارہ دن کا پروگرام ہے یہ ایک ایک گھنٹے کا ہے اس کو ہم آدھے آدھے گھنٹے کے پروگراموں میں بدلیں گے اور گیارہ کی بجائے بائیس دن اردو کے ساتھ ساتھ سات اور زبانیں آپ کو سکھائی جا رہی ہوں گی تاکہ سہولت سے روزانہ آدھے گھنٹے کا پروگرام آپ سنیں بوجھ نہیں لینا اپنے دماغ پر، جو پروگرام گزر گیا گزرنے دیں مگر جیسا کہ غالب نے کہا تھا کہ

میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں

یہ پروگرام ایسے نہیں ہیں جو آپ سے غائب ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ کمرشل انتظام تو ہے نہیں۔ ہم دوبارہ پھر اسی بائیس دن کے پروگرام کو دہرائیں گے اور از سر نو پھر یہ آپ کے سامنے حاضر ہوگا اس لئے کچھ یاد ہو یا نہ ہو دلچسپی سے دیکھتے رہیں اس میں اور باتیں بھی ہوتی ہیں کھانے وغیرہ بھی پیش کئے جاتے ہیں، ایک دوسرے کو کھانے کے آداب سکھانے اور کھانوں کے نام بتانے کے لئے لطیفے بھی ہوتے رہتے ہیں ایسی مجلس نہیں جس سے آپ بور ہو جائیں تو آپ کو روزانہ آپ کی مرضی کی زبان سیکھنے کے لئے آدھ گھنٹہ درکار ہے اور جب یہ بائیس دن گزر جائیں گے، چوالیس دن بن جائیں گے یہ۔ آدھے آدھے گھنٹے کے بائیس دن، پھر ان کی دھرائی چوالیس دن میں۔ اللہ تعالیٰ مجھے موقع دے دے گا کہ جو یہاں دورے پر آیا ہوں یہ کمی جا کے پوری کرلوں اور پھر یہ پروگرام بنا کر اس کو آگے بڑھاؤں۔

میرے ذہن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے صحت اور زندگی اور اپنے فضل سے وہ صلاحیتیں عطا کرے تو ایک سال یا زیادہ سے زیادہ دو سال کے عرصے میں ہم انشاء اللہ تمام دنیا کو مختلف زبانیں سکھا سکیں گے۔ لیکن جب میں نے خود پروگرام شروع کیا تو اس وقت مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی اور میں سمجھتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا تصرف تھا کہ باقی سب اس کوشش میں ناکام رہے کہ یہ مجھے محسوس ہوا کہ جس قسم کی زبان میں جماعت کو دینا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ میں خود سکھاؤں اور سکھانے کے دوران اس میں میری اردو کی غلطیاں تو کچھ ہوں گی لیکن ہر ماں باپ کی غلطیاں ہوتی ہیں اس بات کی پرواہ نہ کریں بعض ٹھیک کرنے والے بعد میں آپ کو ٹھیک بھی کرا دیا کریں گے۔ کیونکہ بہت بڑا Grammarian تو میں ہوں نہیں، نہ دلی میں پیدا ہوا۔ دلی والوں کی زبان حضرت اماں جان کی زبان سے ہم نے پائی۔ لیکن پنجابی اس زبان کو بگاڑنے والے بھی کافی ہوتے تھے گھر میں جو سیکھتے تھے سکول جا کر اس کو تبدیل کرنے کی کوششیں از خود چلتی رہتی تھیں تو اسی لئے زبان کچھ کھچڑی سی بن گئی اور رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ خطبات میں بھی کئی دفعہ ایسی غلطیاں ہوتی ہیں بعد میں ہمارے ماہرین اس زبان کے مجھے لکھتے رہتے ہیں بڑی معذرت کے ساتھ تو میں ان سے کہتا ہوں کہ تصحیح کرانا تو کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ تصحیح کرانا تو نظام اسلام کا لازمی حصہ ہے قرآن کریم سے بہتر کس کتاب کی صحت کی ضرورت ہے لیکن تلاوت میں اس میں بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک تصحیح کا نظام ہمیں سکھایا ہے کہ اس وقت "سبحان اللہ" کہا کرو۔ "سبحان اللہ" کا مطلب بہت عظیم مطلب ہے کہ صرف اللہ غلطی سے پاک ہے اور کوئی نہیں ہے۔ یہ دو طرفہ پیغام ہے تصحیح کرنے والے کے لئے بھی ہے اور غلطی کرنے والے کے لئے بھی ہے غلطی کرنے والے کے لئے یہ ہے کہ آپ علم کا یا اور کوئی بھی مرتبہ رکھتے ہوں غلطی سے پاک نہیں ہو سکتے کیوں کہ خدا کے سوا اور کوئی نہیں اس میں شرمندگی کی کوئی بات نہیں۔ یہ بشریت کا تقاضا ہے ہر آدمی غلطی کر سکتا ہے اور کہنے والے کی انا توڑنے کے لئے سبحان اللہ سے بہتر کوئی نسخہ نہیں کہ تم نے اس وقت تو غلطی ضرور کی ہے لیکن تم بھی تو غلطیوں کے پتلے ہو تم سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ تو اتنا حیرت انگیز نظام ہے اسلام کا کہ ہر بات میں گہری حکمت اور آپس کے ربط پائے جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے میں ان کو لکھتا ہوں کہ شوق سے آپ مشق ستم فرمائیں مجھے کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہوتا ہے میں ممنون ہوں میری غلطیاں نکالا کریں مجھے کوئی تکبر نہیں ہے کسی قسم کا۔ میں اگلے خطبے میں کہہ دوں گا ہاں جی یہ غلطی ہو گئی معاف کرنا لوگ درست کرلیں لیکن یہ ضروری ہے میرے لئے کہ غلطیاں رہ نہ جائیں کیونکہ آئندہ زمانوں میں ان خطبوں سے فائدے اٹھائے جائیں گے بعض لوگ اگر غلطی رہ گئی اور درستی نہ کی گئی تو وہ غلط راستوں پر چل پڑیں گے تو اردو میں بھی ہوں گی ضرور۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اردو دان ہوں لیکن کوشش کر رہا ہوں کہ جس حد تک ہو سکے صحت کے ساتھ آپ کو زبان سکھاؤں۔ اور ایک نیا مقصد جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پہ ظاہر ہوا کہ تمام دنیا میں اس کثرت سے اور اس تیزی سے احمدیت پھیل رہی ہے کہ اب ہمارے لئے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ ہر زبان کے ماہرین اتنے پیدا کریں اور اس کثرت سے پیدا کریں کہ وہ ساتھ ساتھ اردو بھی سیکھ چکے ہوں اور انگریزی بھی یا عربی بھی اور بہترین ترجمے کر کے دنیا کو پیغام دے سکیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بڑی دنیا احمدیت میں ہم داخل کر رہے ہیں جو اپنے علم کے لحاظ سے اندھیروں میں رہے گی اور ان کو روشنی پہنچانے کا کوئی انتظام نہیں کر سکتے۔ تو اگر براہ راست ساری دنیا اردو سیکھ لے اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اب یہ ممکن ہو گیا ہے تو بیک وقت افریقہ میں اور یورپ کے ممالک میں وہ سارے جن سے ترجمے کا احتیاج رہتا تھا باتیں کرتے ہوئے اور نہ ان کو لطف آتا تھا نہ مجھے لطف آتا تھا اب ایسا موقع پیدا ہو جائے گا کہ سال دو سال کے اندر اندر خدا کے فضل سے جب میں یہاں آؤں گا تو برادر مظفر سے امریکن انگریزی نہیں بولوں گا بلکہ


SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS

MTV AHMADIYYA · SKY · TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

اردو میں بات کروں گا اور سارے بھائی میرے جتنے یہاں موجود ہیں وہ بے تکلف مجھ سے باتیں کریں گے اب تو ہمارے حبیب شفیق صاحب کو صرف ایک اردو آتی ہے وہ سمجھتے ہیں اردو ہے حالانکہ وہ پنجابی ہے جب میں ملتا ہوں کہتے ہیں "کی حال اے" تو جو میں اردو سکھاؤں گا وہ ایسی اردو نہیں ہوگی جو کھلم کھلا پنجابی ہو لیکن "کی حال" تک بات نہیں رہے گی، آگے بات بڑھے گی۔ کیونکہ ہم جو زبان سکھا رہے ہیں اللہ کے فضل سے وہ روزمرہ کی زندگی کے مختلف مواقع، اٹھنا بیٹھنا، پھر دین کی باتیں اور رفتہ رفتہ اس کے مضمون کو بڑھا کر دینی مسائل کی گفتگو یہ ساری ماضی، حال، مستقبل پر عبور، یہ ساری کوششیں انشاء اللہ جاری رہیں گی یہاں تک کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جو دو سال تک ہمارا ساتھ دیں گے وہ اپنی مرضی کی زبان آسانی سے سیکھ سکیں گے اور میری ہدایت یہ ہے کہ پہلے اردو کو اہمیت دیں اور پھر عربی کو اہمیت دیں اگرچہ عربی کو اولیت حاصل ہے مگر چونکہ میری زبان اردو ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگرچہ عربی میں کتب لکھیں مگر زیادہ تر کتب اردو میں ہیں اس لئے عربی کے جو پیغام قرآن میں عطا ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ سے ان کی وضاحتیں ہمیں ملیں وہ چشمے اردو میں جاری ہوئے ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی تقابل کا سوال نہیں ہے وقت کی ایک حقیقی ضرورت ہے اور چونکہ ایک لمبے عرصے تک میں نظر رکھتا ہوں میرے خیال میں خلفاء اردو دان ہی رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کچھ اسی طرح کام کیا کرتی ہے کہ جہاں سے وہ نبوت کا انتخاب فرماتا ہے وہیں ایک لمبے عرصے تک خلافت کو بھی محدود رکھتا ہے اس لئے مجھے آئندہ کے لئے بھی یہی دکھائی دے رہا ہے کہ اردو کی ضرورت جاری رہے گی اور جو مزہ خطبے کا براہ راست سمجھنے کا ہے وہ ترجمے کا نہیں اور جو ترجمے کے ذریعے باتیں پہنچتی ہیں ویسے ہی وہ بعض دفعہ بیچ میں بگڑ جاتی ہیں اور پھر Running Translation تو بہت ہی مشکل کام ہے "رننگ کمنٹری" تو اور بات ہے لیکن "رننگ ٹرانسلیشن" میں ایک آدمی جب سنتا ہے ایک ترجمے کی خاطر، تو اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا ہوتا ہے کہ اس کو میں کس طرح اپنی زبان میں پیش کروں اور جب وہ پیش کر رہا ہوتا ہے تو یہ اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ جو حصہ اس وقت کہا گیا ہے وہ اس کو سن سکے سنتا بھی ہے تو ایک ہلکا سا، مبہم سا خیال اس کے دماغ پر نقش ہوتا ہے۔ پھر کوشش کرتا ہے آئندہ کو اس کے ساتھ جوڑنے کی اس لئے یہ ایک وقت کی مجبوری ہے ورنہ یہ بہترین پروگرام نہیں ہے لیکن اگر دو سال کے بعد دنیا میں ایک بھاری تعداد میں احمدی براہ راست خطبے سن سکیں اور ترجمے اس کے کر سکیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیں تو ایک بہت بڑی نعمت ہوگی اور اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ یہ ہے حقیقت میں کل عالم کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا۔ جب یہ صورت ہوگی تو ایک حیرت انگیز یکسانیت پیدا ہو جائے گی دنیا میں۔ احمدی جہاں جائے گا خواہ افریقہ کا احمدی ہو یا فجی کا ہو یا کسی اور ملک کا وہ ایک دوسرے سے بات کر سکتا ہے اس کو یقین ہے کہ ان پروگراموں سے ہر جگہ جماعت نے فائدہ اٹھایا ہے اور ایک World Lingu Franca ایسی وجود میں آئے گی جو مذہب سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

**آئندہ زمانوں میں ان خطبوں سے فائدے اٹھائے جائیں گے۔**

پھر ان پروگراموں کے علاوہ ایک تیسرا پروگرام بھی (اب وقت زیادہ ہو رہا ہے میں مختصر بتا دیتا ہوں) وہ چل رہا ہے ہومیو پیتھی کا۔ ہومیو پیتھی ایک ایسا نظام صحت ہے کہ جس میں کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے اور روزمرہ ہر گھر میں ایسی سہولت مہیا ہو سکتی ہے خصوصاً امریکہ جیسے ممالک میں جہاں ادویہ یا علاج کے لئے بے شمار خرچ کرنا پڑتا ہے تو روزمرہ ایسے گھروں میں سہولت ہو سکتی ہے کہ وہ بجائے اس کے کہ فوراً ایمبولینس کی طرف بھاگیں، لوگوں کو بلائیں۔ گھر میں تھوڑی سی دوائیاں رکھی ہوں تو اس سے روزمرہ کی ضرورتیں پوری کر لیں۔ تو یہ پروگرام بھی ایک لمبے عرصے سے جاری ہے ب اس کو بھی بیچ میں سے تو نہیں آپ اٹھا سکتے اور فائدے کی بات یہ ہے کہ دنیا میں ہر ملک سے قریباً جہاں یہ سنا جا رہا ہے ایسے خوش کن خط مل رہے ہیں کہ اچانک رات کو یہ مصیبت پڑی آپ کا فلاں نسخہ استعمال کیا الحمدللہ کہ دیکھتے دیکھتے تکلیف ٹھیک ہو گئی۔ اور وہ ایلوپیتھک ڈاکٹر جو بڑے متعصب ہوتے تھے بلکہ بعض ان میں مولوی بھی تھے وہ بھی اب خدا کے فضل سے قائل ہو رہے ہیں اور ایک ڈاکٹر صاحب تو باقاعدہ شاگرد بن کے وہاں میرے درسوں میں شامل ہوتے ہیں اور مجھے پھر اطلاعیں بھی کرتے ہیں کہ الحمدللہ اب میرے تعصبات کھل گئے ہیں اور تجربے میں بھی دیکھ چکا ہوں کہ فائدہ مند چیز ہے۔ تو ہے فائدہ مند چیز لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر دوسرے نظام کو مٹا دینے والی چیز ہے جو شخص یہ کہتا ہے وہ خدا کی قدرت پر پنجہ مارنے کی کوشش کرتا ہے اسے قبضے میں لینے کی کوشش کرتا ہے ہومیوپیتھک بہت جگہ ناکام بھی ہوتی ہے بہت جگہ ہومیو پیتھ ناکام ہو جاتا ہے دوسرے بہت سے ایسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفا کے ذریعے ہیں جن پر کبھی کسی احمدی کو دروازے بند نہیں کرنے چاہئیں ورنہ وہ اللہ کی رحمتوں کے دروازے بند کرنے والا ہوگا اگر وہ ایسا رویہ اختیار کرے کہ بس اب ہومیو پیتھی ہی ہے باقی کچھ بھی نہیں تو وہ بھی ایک قسم کا نیم حکیم یا ملاں بن جائے گا جو دونوں لحاظ سے خطرہ ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے اور میرے لمبے تجربے میں ہے کہ اگر ہومیوپیتھک سے شفا مل سکے تو وہ سب سے زیادہ آسان ذریعہ شفا ہے اس کے کوئی بداثرات ارد گرد مرتب نہیں ہوتے۔ اور اگر آپ کوشش کریں تو اکثر صورتوں میں آپ کو یہ توفیق مل سکتی ہے۔ میں نے اپنے اوپر استعمال کی ہے اور اللہ کے فضل سے مجھے تو Anti Biotics کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ Anti Biotics مجھ سے الگ رہے اور پھر بھی میں ان بیماریوں میں مبتلا نہ ہوں جن کو دور کرنے کے لئے Anti Biotics استعمال ہوتی ہیں اور میرے نزدیک Anti Biotics کا استعمال صحت پر سب سے زیادہ گہرے بداثرات ڈال رہا ہے۔ وقتی طور پر شفا دے دیتی ہیں اور بعض لمبے بداثرات Glandular System میں ڈال دیتی ہیں جس سے نقصان پہنچتا رہتا ہے۔ تو یہ کوئی مبحث بنانے کی خاطر نہیں کر رہا، میں مثال دے رہا ہوں۔ کوشش آپ لوگ یہ کریں کہ اگر آپ کو ہومیوپیتھک آ گئی تو روزمرہ اپنے گھر میں علاج کر سکتے ہیں اپنے ہمسایوں، غریبوں کا علاج کر سکتے ہیں غریب قوموں میں کثرت کے ساتھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں لیکن جہاں دیکھیں کہ آپ عاجز آ گئے یا دوا عاجز آ گئی، وہاں انکسار سے کام لیں اور جان بچانے کے لئے پھر تاخیر نہ کریں۔ جو دوسرا ذریعہ علاج مہیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس کے لئے بھی آپ کو کیسٹس مہیا کی جائیں گی اب آپ نے خود وقت ڈھونڈنا ہے کہ روزانہ تین گھنٹے کے پروگرام میں یہ تین جاری پروگرام کتنے کتنے داخل کرنے ہیں اور پھر ان کو آخر تک پہنچا کر برابر کب کرنا ہے۔

یہ میں نے مختصر مثالیں دی ہیں یعنی بات تو لمبی کی ہے لیکن لمبی بات کے بغیر بات سمجھ نہیں آنی تھی آپ کو۔ لیکن مثالیں میں نے چند رکھی ہیں صرف۔ پس آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آج کے مبارک دن سے ہر طرح سے فائدہ اٹھائیں گے۔ مسجد کے متعلق تو میں آج شام کے اجلاس میں باتیں کروں گا یہ جو ٹیلی ویژن کا افتتاح ہو رہا ہے اس کے متعلق میں نے جو ضروری باتیں کہنی تھیں میں کر چکا ہوں۔ اب میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کے Volunteer ہر جگہ انشاء اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی خدمات پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(نمازیں جمع ہوں گی اور جو مسافر ہیں میرے ساتھ عصر کی دو رکعتیں پڑھیں گے چار کی بجائے لیکن جو مقامی ہیں وہ پہلے سلام کے وقت نہ اٹھا کریں۔ ادب کا تقاضا یعنی امامت کے جو تقاضے ہیں ان کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ جب امام دوسرا سلام پھیرے پھر مقتدی جنہوں نے دو رکعتیں پوری کرنی ہیں کھڑے ہوں۔)

---

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

" خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا، کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"

(الوصیت)

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

# دعوت الی اللہ کے جدید ذرائع

(فخر الحق شمس)

جماعت احمدیہ عالمگیر میں رائج دعوت الی اللہ کا مطلب عام طور پر مادہ پرستی کی طرف بڑھتی ہوئی دنیا کو خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلانا، اس کے احکامات پر عمل کرنا، محرمات سے بچانا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے روحانی خزائن تقسیم کرنا لیا جاتا ہے۔ اس اہم قرآنی فریضہ کو تبلیغ بھی کہا جاتا ہے جو یہ فریضہ سرانجام دیتا ہے وہ مبلغ یا داعی الی اللہ کہلاتا ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں۔ اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

آج کے دور میں دعوت الی اللہ کے لئے بڑی کاوشوں اور اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ایک داعی الی اللہ پر بہت سے فرائض عائد ہوتے ہیں ان کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے خدا تعالیٰ کی تعلیمات پر چل کر دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہوتا ہے۔ اس کام کے لئے داعی الی اللہ کا واحد ہتھیار دعا ہے جس پر بھروسہ کر کے وہ دعوت الی اللہ بڑی خوبی سے سرانجام دے سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"پس دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا ہتھیار تو اللہ کی مدد اور دعا ہے۔ دعا کے ذریعہ ایک مومن جب میدان جہاد میں داخل ہوتا ہے تو ساری دنیا کی طاقتیں اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اس لئے دنیا کے احمدیوں کو میں اس اعلان کے ذریعہ متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے مبلغ نہیں تھے تو آج کے بعد ان کو لازماً مبلغ بننا پڑے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء)

دعوت الی اللہ بنیادی طور پر مؤثر ابلاغ کا عمل ہے کیونکہ دعوت الی اللہ کا مقصد مختلف طریقوں سے لوگوں کے رویوں کو خدا کی طرف مائل کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے جتنے مؤثر طریقے سے دوسروں تک اپنی بات پہنچائی جائے گی اتنی ہی اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ سامع، قاری یا ناظر آپ کی خواہش کے مطابق عمل کرے گا۔ چنانچہ دنیا میں جتنے بھی ابلاغ کے طریقے ممکن ہیں وہ تمام دعوت الی اللہ میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی داعی الی اللہ اپنی پانچوں حسوں کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ جدید دور میں دعوت الی اللہ کے لئے درج ذیل چار ذرائع ہیں۔

(۱) مطبوعہ ذرائع (Print Media) ۔ ان میں ہر قسم کا مطبوعہ مواد مثلاً اخبارات، رسائل، جرائد، میگزین، کتابیں، پمفلٹ، پوسٹر، کتابچے اور اشتہارات شامل ہیں۔

(۲) تکنیکی ذرائع (Electronic Media) ۔ ان میں ٹیلی ویژن، ریڈیو، ٹیلی فون اور وائرلیس وغیرہ شامل ہیں۔ یہ دعوت الی اللہ کے مؤثر ذرائع میں شامل ہوتے ہیں۔

(۳) فلم میڈیا (Film Media) ۔ اس میں مختلف جماعتی تعارفی فلمیں، دستاویزی فلمیں، سلائیڈز اور ان کے اسکرپٹس وغیرہ شامل ہیں۔

(۴) روایتی ذرائع (Traditional Media)۔ اس میں روایتی ذرائع کو بروئے کار لایا جاتا ہے مثلاً مجالس مذاکرہ، مجالس سوال و جواب اور جلسے وغیرہ جہاں براہ راست ابلاغ یعنی Person to person Communication ہوتی ہے ان کے ذریعہ پیش کردہ پیغام کی اثر انگیزی زیادہ ہوتی ہے۔

اب ان ذرائع کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

## (۱) طباعت

دنیا میں طباعت کی ایجاد سے پہلے ایک سے زائد افراد سے رابطے کا سب سے مقبول ذریعہ زبانی بات چیت، تقاریر اور اعلانات ہوا کرتا تھا۔ پھر جب تحریر ایجاد ہو گئی تو اہم پیغامات کو پتھروں پر کندہ کر کے اہم مقامات پر نصب کرنے کا سلسلہ کافی عرصہ مقبول رہا۔ لیکن اس میں محنت بہت ہوتی تھی۔ بعد ازاں کاغذ ایجاد ہو گیا تو عرصہ دراز تک قلم اور سیاہی کے استعمال سے قلمی نسخوں کا رواج رہا۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد نے ابلاغ عام کے میدان میں پہلا انقلاب برپا کیا اور کتابیں، اخبارات، رسالے، اشتہارات، پمفلٹ، ہینڈ بل، بروشرز اور دیگر طباعت شدہ مواد کثیر تعداد میں عام آدمی کی دسترس میں آ گیا۔

طباعت کی ایجاد سے پہلے بھی دعوت الی اللہ دی جاتی تھی لیکن اس وقت یہ محدود پیمانے پر ہوا کرتی تھی۔ طباعت کی ایجاد نے دعوت الی اللہ کی کوششوں کو بڑے پیمانے پر منظم کرنے کے مواقع فراہم کر دئے۔ اب داعی الی اللہ طباعت کے ذریعے مؤثر ابلاغ اور بہتر دعوت الی اللہ کر سکتا ہے۔ قرآن کریم کے معارف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب و ملفوظات، خلفاء سلسلہ اور بزرگان دین کی کتب اور اقوال کو کتب اور پمفلٹس کی صورت میں طبع کر کے اس ذریعہ کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مستشرقین اور غیر از جماعت لٹریچر کا جواب بھی طبع کرا کے اس ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

## (۲) اخبارات و رسائل

طباعت کے ذریعوں میں اخبارات اور رسائل و جرائد دعوت الی اللہ کا سب سے مؤثر ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔ داعی الی اللہ ان ذرایع کو بھرپور طریقے سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ٹیلی ویژن جیسے مؤثر ذرائع ابلاغ کے باوجود دعوت الی اللہ کے لئے مؤثر ذریعہ ہیں۔ ایک داعی الی اللہ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اخبارات و رسائل سے اس کے تعلقات دوطرفہ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں دعوت الی اللہ کا بہترین تاثر اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب داعی الی اللہ ایک طرف تو اخبارات و رسائل میں دعوت الی اللہ کی اہمیت، مقاصد اور اس کے مختلف پہلوؤں پر مبنی مضامین شائع کروائے اور دوسری طرف اخبارات و رسائل میں دعوت الی اللہ کے بارے میں دوسروں کے نقطہ نظر کی وضاحت اور مناسب جواب بھی تحریر کرے۔

اخبارات سے تعلقات کے ضمن میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان میں جو بھی مضمون یا آرٹیکل بغرض اشاعت دیں وہ خوشخط، صفحہ کے ایک طرف اور مختصر مگر جامع ہو۔ اگر مضمون ایسا نہ ہو تو عام طور پر اخبارات اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور اگر مضمون صحیح، جامع اور مختصر ہونے کے باوجود شکستہ اور مشکل تحریر پر مبنی ہو تو بھی اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

داعی الی اللہ کا ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ تمام اخبارات اور اہم رسائل و جرائد کا باقاعدگی سے مطالعہ کرے۔ خاص طور پر ایسے اخبارات اور رسالے ضرور پڑھنے چاہئیں جن میں دعوت الی اللہ کے بارے میں یا خلاف کوئی مواد شائع ہوتا ہو۔ اسے شائع شدہ مواد کی فائل بھی مرتب کرنی چاہئے۔ اگر کسی خبر یا آرٹیکل کی تردید کی ضرورت ہو تو بروقت اور مناسب الفاظ میں اس کی تردید کرنی چاہئے۔ داعی الی اللہ کا کام اخبار نویسوں سے مسلسل رابطہ رکھنے سے بہت آسان ہو جاتا ہے کیونکہ اخبار نویس کو مضامین وغیرہ کی تلاش رہتی ہے اور اگر انہیں با اعتماد ذریعے سے اپنے اخبارات کے لئے مناسب معلومات اور مواد مہیا ہو جائے تو بخوشی اس مواد کو استعمال کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعتی اخبارات و رسائل کو دعوت الی اللہ کے مؤثر ذریعہ کے طور پر استعمال کرنا چاہئے۔

## (۳) ایڈیٹر کے نام خطوط

داعی الی اللہ کے لئے دعوت الی اللہ کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔ جس طریقے سے بھی اسے موقع ملے تبلیغ کرنی چاہئے۔ اپنی بات کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک عمدہ طریقہ اخبارات میں خطوط لکھنا ہے۔ اخبارات و رسائل کے لئے مختلف احباب خطوط کی صورت میں مسائل اور حالات حاضرہ پر تبصرہ قلمبند کرتے رہتے ہیں۔ جنہیں عوام کی خاصی تعداد اہمیت دیتی ہے۔ دراصل ایڈیٹر کے نام خطوط اپنا موقف بیان کرنے، لوگوں کی رائے ہموار کرنے اور مسائل دور کرنے کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعہ اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے اور مختلف قسم کے ابہام دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب تک ایڈیٹر کے ساتھ مسلسل رابطہ پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک داعی الی اللہ اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

## (۴) جریدے اور تعارفی رسائل

کامیاب داعی الی اللہ عوام الناس میں دعوت الی اللہ کو متعارف کرانے کے لئے اطلاعات و معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کی اہمیت و افادیت اجاگر کرنے کے لئے مجلّے یا پمفلٹس شائع کر سکتا ہے۔ ایسے رسائل، مجلّے اور پمفلٹس عام طور پر فروخت کے لئے نہیں ہوتے بلکہ مخصوص قارئین کے ذوق اور ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مرتب کئے جاتے ہیں۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے ان کو ایسے اداروں، لائبریریز اور افراد تک پہنچانا ضروری ہوتا ہے جو اسلام اور احمدیت میں دلچسپی لیتے ہوں۔ ان رسائل و جرائد کا اثر بعض اوقات بہت گہرا ہوتا ہے۔

## (۵) اشتہارات و پوسٹرز

اپنے خیالات، نظریات اور احساسات کو دوسروں تک پہنچانے کی انسانی خواہش بہت پرانی ہے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے انسان نے جو وقتاً فوقتاً طریقے ایجاد کئے ان میں اشتہارات ایک اہم ذریعہ ہیں جو انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں حالات اور سہولتوں کی مطابقت سے مختلف انداز سے رائج رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ کے لئے اشتہارات کو ذریعہ بنایا۔ جماعت احمدیہ کا تعارف، اسلام پر کئے گئے اعتراضات کے جواب، مختلف چیلنجز اور کتب کے تعارف پر مبنی اشتہارات چھپوائے اور مختلف وقتوں میں انہیں خاص و عام میں تقسیم فرمایا۔ جس کے نتیجے میں تبلیغ اسلام و احمدیت دور دور تک پہنچی اور آپؑ کے اس مؤثر ابلاغ کے ذریعے لوگوں نے آپؑ کے پیغام کو قبول کیا۔ عام طور پر اشتہارات کو دعوت الی اللہ کے لئے مد سمجھا جاتا ہے۔

## (۶) نمائشیں

قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہونے والی نمائشیں بھی دعوت الی اللہ کو لوگوں تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ان نمائشوں میں لگائے گئے بک اسٹالز پر دعوت الی اللہ اور دوسرے دینی مسائل پر مبنی مواد یعنی

CRAWFORD TRAVEL SERVICES
COMPETITIVE FARES TO PAKISTAN - INDIA - THE MIDDLE & FAR EAST - USA & CANADA BY PIA - AIR INDIA - BRITISH AIR - EMIRATE AIR - GULF AIR - KUWAIT AIR AND OTHER MAJOR AIRLINES
PHONE 071 723 2773
FAX 071 723 0502
Room 104, Chapel House
24 Nutford Place, London W1H

MOST COMPETITIVE PRICES IN WORLD WIDE FREIGHT FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE,
HOUNSLOW,
MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

اخبارات اور رسائل، کتب اور پمفلٹ ترتیب سے رکھے گئے ہوتے ہیں۔ دنیا کی کئی زبانوں میں یہ مطبوعہ مواد دستیاب ہوتا ہے۔ جسے مختلف ممالک سے آئے ہوئے دانشور اور علماء بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ دعوت الی اللہ اور جماعت احمدیہ کی دیگر معلومات اور تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ نمائشیں ہی سمجھی جاتی ہیں۔ جن میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، منتخب آیات و احادیث، حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پر مبنی لٹریچر، خلفائے احمدیت کے خطبات و کتب، بزرگان سلسلہ کی کتب اور دیگر دلچسپی کی کتب کے ساتھ ساتھ سٹیکرز، بیجز، بینرز اور بہت سی چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ ایسی نمائشیں مؤثر ابلاغ کا کردار ادا کرتی ہیں۔ داعیان الی اللہ کو ایسی نمائشیں اور اسٹالز اپنے اپنے علاقے اور ماحول میں وقتاً فوقتاً لگاتے رہنا چاہئے۔ اس طرح ان کے کام میں کافی آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اکثر جگہوں پر ایسی نمائشوں میں خلفائے سلسلہ اور بزرگان کے خطبات اور تقاریر کی کیسٹس بھی رکھی جاتی ہیں جو سمعی و بصری ابلاغ کا کام سرانجام دیتی ہیں۔

## (۷) مجالس مذاکرہ و مجالس سوال و جواب

بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے، ان کے مسائل کے حل اور دینی معلومات مہیا کرنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ انہیں باقاعدہ مجالس مذاکرہ اور سوال و جواب منعقد کر کے ان میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ یہ شرکت کی دعوت غیر مسلم اور غیر از جماعت دوستوں تک بر وقت پہنچ جانی چاہئے۔ تاہم دعوت نہ تو اتنی پہلے دی جائے کہ مجلس سوال و جواب کا وقت اور دن آنے تک لوگ اسے بھول جائیں اور نہ اتنی دیر سے دی جائے کہ ان کو پہنچنے میں دقت ہو۔ ان مجالس کو منعقد کرنے کا مقام ایسا ہونا چاہئے جہاں تمام لوگ آسانی سے پہنچ سکیں۔ اگر ان مجالس کا مقام دور دراز یا اجنبی ہو تو تمام مدعو مہمانوں کو کسی مرکزی جگہ پر بلا کر وہاں سے مقررہ مقام تک لانے اور پھر واپس پہنچانے کا بندوبست بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایسی مجالس میں بلانے کے لئے ایسے مہمانوں کا انتخاب کیا جائے جو اسلام اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ مہمانوں کو شروع میں تعارف کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقاریر اور خطبات کے چیدہ چیدہ حصے دکھائے اور سنائے جا سکتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف حضور انور کی بابرکت آواز میں ان تک پیغام پہنچے گا بلکہ اس دوران کوئی سوال ان کے ذہن میں آئے تو وہ پوچھ سکتے ہیں۔ مہمانوں کے سوالات کے جواب دینے کے لئے سلسلہ کے عالم اور مربی کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ جو پہلے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف اور دعوت الی اللہ کی اہمیت و افادیت کے بارے میں ان کو بتاتے ہیں اور پھر سوالات کے جواب دیتے ہیں۔ ایسی مجالس میں قابل اعتماد اور قریبی مہمانوں کو مزید معلومات کے لئے لٹریچر بھی فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر موزوں ہو تو حضور انور کی مجالس عرفان کی آڈیو یا ویڈیو کیسٹس بھی فراہم کی جا سکتی ہیں۔ داعی الی اللہ کو محنت کر کے اور مؤثر رابطوں کے ذریعے ان مجالس کو منعقد کرانا چاہئے۔ جدید دور میں یہ دعوت الی اللہ کے لئے ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

رسمی مجالس سوال و جواب کے علاوہ مہمانوں کو بعض اوقات غیر رسمی طور پر بھی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے مرکزی سطح پر یا مختلف داعیان الی اللہ کے گھروں پر چائے وغیرہ کا اہتمام کر لیا جاتا ہے۔ اور ان تقریبات میں غیر رسمی بات چیت کے ذریعے دینی مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے۔

## (۸) ٹیلی فون کا استعمال

ایک دوسرے سے رابطہ کرنے کا ایک جدید اور اہم ذریعہ ٹیلی فون ہے۔ ٹیلی فون موجودہ دور کی ایک اہم معاشرتی ضرورت بن چکا ہے۔ اس کے ذریعے داعی الی اللہ نہ صرف مختلف قسم کی معلومات حاصل کرتا ہے بلکہ نامور شخصیات اور قریبی حلقوں کو دعوت الی اللہ کے بارے میں ایسا مواد مہیا کرتا ہے جو وہ سننا پسند کرتے ہیں اور جو ان کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح داعی الی اللہ کے وسیع پیمانے پر تعلقات قائم ہو جاتے ہیں جن کو بنیاد بنا کر خط و کتابت اور بالمشافہ ملاقات بھی کی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ داعی الی اللہ اپنی ڈائری میں ایسے افراد کے ٹیلی فون نمبرز اور ایڈریس نوٹ کرے اور جب بھی ان سے بات کرنی ہو با ادب اور شائستہ لہجے میں بات کرے۔

## (۹) جلسوں اور سیمینار کے ذریعے تقاریر کا استعمال

انسان اپنے گفتگو کرنے کے فن کو اپنی شخصیت کا تاثر قائم کرنے اور اسے بڑھانے کے لئے زمانہ قدیم سے استعمال کرتا چلا آ رہا ہے۔ زمانہ قدیم میں جولیس سیزر اور مارک انٹنی کے کرداروں سے لے کر مذہبی راہنماؤں اور دور جدید کے لیڈروں نے عوام کو ہمیشہ اپنے فن خطابت سے متاثر کیا ہے کیونکہ دوسروں کو اپنے نظریات کا قائل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بات مؤثر انداز میں کی جائے اور شخصیت میں اتنی انفرادی کشش ہو کہ بات سننے اور دیکھنے والے خود بخود اس شخصیت کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ داعی الی اللہ کا فرض ہے کہ گاہے بگاہے اپنے علاقے میں ایسے جلسے اور سیمینارز کے انعقاد کا اہتمام کرے جس میں مختلف موضوعات پر مشتمل تقاریر کرائے۔ خاص طور پر ایسے داعیان کا انتخاب کیا جائے جو پرکشش شخصیت کے مالک ہوں اور جنہیں اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا ملکہ بھی آتا ہو۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ایک داعی الی اللہ کی شخصیت دعا گو، پرکشش ہو اور اسے تقریر کا ملکہ بھی آتا ہو تو وہ دعوت الی اللہ میں زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

## (۱۰) دستاویزی فلمیں

دستاویزی اور تعارفی فلموں کی جدید سہولت نے ٹیلی ویژن کی کشش اور تاثر کو عام فرد تک پہنچانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب نہ صرف دینی دستاویزی فلم دیکھنے اور دکھانے کا بندوبست بہت سادہ اور عام ہو گیا ہے بلکہ ویڈیو کیمرے کے ذریعے دعوت الی اللہ پر مبنی سرگرمیوں اور تقریبات کی فلم بنانا انتہائی سادہ اور آسان کام بن گیا ہے۔ داعی الی اللہ کو ابلاغ کے اس جدید طریقے پر خاص توجہ دینی چاہئے اور ایسی تعارفی اور دستاویزی فلمیں بنانی چاہئیں جن میں اس کے موقف کی تائید اچھے انداز میں کی گئی ہو۔ اور اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کا تذکرہ بھی مؤثر انداز میں کیا گیا ہو۔ اس طرح نہ صرف وہ اسلام کی تبلیغ دوسروں تک مناسب رنگ میں پہنچا سکتا ہے بلکہ وی سی آر کے بڑھتے ہوئے منفی اور غلط استعمال کو بھی روک سکتا ہے۔

## (۱۱) ریڈیو

ریڈیو کی ایجاد نے دنیا بھر میں ابلاغ کے میدان میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ خاص طور پر ۲۰ ویں صدی کی پانچویں دہائی میں جاپان میں ٹرانسسٹر کی ایجاد کی وجہ سے ریڈیو اب دنیا کے ہر کونے میں ہر شخص کو بڑی آسانی سے دستیاب ہے۔ ریڈیو کا پیغام ہوا کے دوش پر دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود سامعین تک بہت آسانی اور تیز رفتاری سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

دنیا کے بہت سے جمہوری معاشروں میں ریڈیو کی نشریات نجی کمپنیوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان ملکوں میں ریڈیو کی نشریات کو دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کرنا آسان ہے۔ جن ممالک میں ریڈیو کو تجارتی بنیادوں پر استعمال کیا جاتا ہے وہاں یہ کام زیادہ آسان ہے۔ کوئی بھی شخص یا ادارہ ریڈیو سے وقت خرید کر اپنے ادارے کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نشریات کی منصوبہ بندی کر سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ دنیا کی واحد مسلم جماعت ہے جو ریڈیو میں باقاعدہ وقت خرید کر اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ جس میں تقاریر، مجالس عرفان اور خطبات کے ذریعے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نہایت دلنشین انداز میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا تذکرہ فرماتے ہیں اور دیگر کئی دینی و دنیوی مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے لئے یہ ذریعہ مؤثر ابلاغ کا کام دیتا ہے۔

نوٹ:۔ ان کے علاوہ ٹیلی پرنٹر، فیکس اور کمپیوٹر جیسی جدید ایجادات بھی دعوت الی اللہ کے ذرائع میں شامل ہیں۔

## (۱۲) ٹیلی ویژن
## (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ)

ٹیلی ویژن بھی موجودہ دور کی ان ایجادات میں سے ہے جنہوں نے خیالات اور نظریات کو عالمی سطح پر پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگرچہ اس ذریعہ کی ایجاد کو بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور اس کا استعمال تجارتی بنیادوں پر دوسری جنگ عظیم کے بعد ۱۹۴۵ء میں شروع ہوا تھا لیکن بہت جلد اس ذریعہ نے اطلاعات، تعلیم، مذہبی عقائد کی ترویج اور تفریح کے ایک اہم ترین ذریعے کی حیثیت اختیار کر لی۔ پھر سیٹلائٹ کے ذریعہ آنے والے انقلاب نے تو انقلاب عظیم برپا کر دیا جس کے ذریعے ایک پروگرام ساری دنیا میں ایک ہی وقت میں دیکھا اور سنا جا سکتا ہے۔ اس طرح پوری دنیا کو عالمی گاؤں بلکہ عالمی ڈرائنگ روم کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور اس کے ذریعے دنیا کے دور دراز ممالک کے باشندوں سے بات چیت کی جا سکتی ہے۔ اس کا نظارہ پوری دنیا نے انگلستان کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۴ء کے آخری دن حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کے مختلف علاقوں کے احباب سے سیٹلائٹ کے ذریعے بات چیت کرتے دیکھا۔ جماعت احمدیہ کا ٹیلی ویژن چینل "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات کا پروگرام پیش کرتا ہے۔ جس میں تلاوت قرآن کریم اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، جماعت احمدیہ کے عقائد، اسلام اور جماعت احمدیہ پر کئے گئے اعتراضات کا جواب، درس القرآن، ترجمہ قرآن، اردو اور ہومیو پیتھی سیکھنے کی کلاسیں، بچوں اور بچیوں کے دلچسپ دینی پروگرامز اور ان کے علاوہ بہت سے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ سب سے اہم پروگرام حضور انور کے براہ راست پروگرامز ہیں جن میں خطبات جمعہ اور ملاقات کے پروگرامز سر فہرست ہیں۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کی نشریات دراصل دعوت الی اللہ ہی ہیں۔ اور اس ٹیلی ویژن چینل سے دعوت الی اللہ کا کام بخوبی لیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ مختلف مذاہب کو عالمگیر دعوت الی اللہ ہے جس کو پھیلانے کا کام خدا تعالیٰ نے آج کے دور میں جماعت احمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب زمین کے کناروں سے بنی نوع انسان تبلیغ کے نتیجے میں جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام میں فوج در فوج داخل ہونگے۔ پس ہمیں دعائیں اور استغفار کثرت سے کرتے رہنا چاہئے۔ دراصل دعوت الی اللہ اور تبلیغ کا سب سے بڑا اور مؤثر اور کاری ہتھیار دعا ہی ہے جس کے ذریعے ہم دن دگنی رات چوگنی ترقی کر سکتے ہیں۔

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

# سوال سننا ضروری جواب دینا گناہ

ستمبر ۱۹۹۴ء میں روزنامہ جنگ لاہور نے "قانون امتناع قادیانیت ایڈیشن" شائع کیا۔ اس پر پاکستان سے ایک احمدی مسلم طالب علم نے اخبار کے ایڈیٹر صاحب کو ذیل کا خط لکھا۔ چونکہ اخبار جنگ کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ یہ خط شائع کرے اس لئے افادہ عام کے لئے ان کا یہ خط من و عن ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔ [redacted] (مدیر)

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب روزنامہ جنگ، لاہور!

جناب عالی!

روزنامہ جنگ کے ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے پرچہ کے ساتھ آپ نے جو "امتناع قادیانیت ایڈیشن" شائع کیا ہے اس کے متعلق چند معروضات میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ایک فرد اور ایک محب وطن پاکستانی کے طور پر اپنی ذاتی حیثیت میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

یہ امر تو بہرحال یقینی ہے کہ آپ خاکسار کے اس خط کو شائع نہیں کریں گے کیونکہ ایڈیٹر شپ آپ کا روزگار ہے اور جنگ آپ کے مالکان کا بزنس ہے۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ خود اپنی نوکری کے در پے ہو جائیں اور جو کام اپنے مالکان کے بزنس میں اضافہ کے لئے کیا ہے اسی کو ان کے نقصان کا باعث بن جانے دیں ــــ لیکن پھر بھی یہ گزارشات اس امید پر پیش کر رہا ہوں کہ شاید آپ ہمارے ہاں کی صحافت کے اس قریب المرگ نعرہ کا کچھ بھرم رکھ سکیں کہ "صحافت ایک مشن ہے"۔

آپ جانتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون کی رو سے اگر کوئی احمدی اپنے اوپر لگائے گئے بہتان اور سرتا پا جھوٹے الزام کے جواب میں محض یہ فریاد ہی کرے کہ خدا کی قسم یہ مجھ پر جھوٹ تھوپا جارہا ہے اور فلاں فلاں قطعی دلائل اس کا بطلان ثابت کرتے ہیں تو بھی وہ قابل دست اندازی پولیس جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف الزام تراشیوں اور جھوٹ طرازیوں کی کتنی کھلی چھٹی ہے اس کا بڑا واضح ثبوت خود آپ کا یہی امتناع قادیانیت ایڈیشن ہے۔ یعنی بقول شاعر کیفیت یہ ہے کہ ؎

سوال سننا ضروری جواب دینا گناہ

اس لئے میری مجبوری ہے کہ میں قرآن و حدیث پر مبنی کوئی علمی جواب عرض کرنے کی بجائے محض ایک دو مختصر عمومی باتوں پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ آپ کے یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ (میں نے تو خود پر بڑی شدت کر کے خط کے شروع میں اسی خیال سے بسم اللہ اور السلام علیکم نہیں لکھا کہ کسی انسان کو دکھ میں مبتلا کرنا ہر گز ہمارا طریق نہیں ہے۔)

(۱) جہاں تک اس ایڈیشن کی اشاعت کے محرکات کا سوال ہے چند باتیں بالکل واضح ہیں:

□□□ جنگ نے اسے معقول معاوضہ پر بطور اشتہار شائع کیا ہے بالکل اسی طرح جیسے اسی تاریخ کے پرچہ میں الائیڈ بینک لمیٹڈ کا سپلیمنٹ بطور اشتہار شائع ہوا ہے۔

□□□ یہ کسی نام نہاد مذہبی "کمپنی" یا فرقہ وارانہ تنظیم کی طرف سے شائع کروایا گیا ہے اور اس طرح جنگ کے توسط سے اس مذہبی عدم رواداری اور فرقہ پرستی کے جہنم میں مزید ایندھن ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جس کی وجہ سے وطن عزیز پہلے ہی خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا ہے۔

□□□ یا یہ حکومت وقت کے کسی حلقہ کی طرف سے سیاسی انتشار، فرقہ واریت کی شدت اور مذہبی تنظیموں کے روز افزوں مطالبات اور دباؤ کا رخ حسب سابق جماعت احمدیہ کی طرف موڑنے کی ایک اور مکروہ سازش ہے۔ شاید اسی لئے عرصہ بیس سال قبل ہونے والے ایک سیاسی فیصلہ کی یاد اچانک ستانے لگی ہے۔ اور باسی کڑھی میں ابال آیا بھی عین اپوزیشن کی تحریک نجات کے موقع پر ہے۔ یعنی ایک مذمومہ واقعہ کی نام نہاد سالگرہ منائی بھی گئی تو اس کی نامبارک ولادت کی تاریخ سے تین دن بعد یعنی ۷ ستمبر کی بجائے ۱۰ ستمبر کو۔

بہرحال ہمارے لئے اس میں ہر گز کوئی جائے شکوہ نہیں کیونکہ جو بات بھی اس ایڈیشن کا محرک ہوئی ہو جنگ نے تو بہرحال اپنی اس طے شدہ پالیسی کے مطابق ہی عمل کیا ہے کہ:

(۱) صحافت ایک بہترین کاروبار ہے۔
(۲) ہر حکومت اچھی ہوتی ہے جب تک کہ اس سے مفادات حاصل ہوتے رہیں۔

لیکن یہ کہے بغیر بھی چارہ نہیں کہ وطن عزیز کی موجودہ داخلی صورت حال میں مزید ابتری پیدا کرنے کی کسی بھی کوشش کو یا اس کوشش میں معاونت کو نرم سے نرم لفظوں میں بھی وطن دشمنی ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد کی تعبیر و تشریح میں اور بعد کی تاریخ کے بیان میں ہمیشہ کی طرح تعصب، جھوٹ، کج نظری اور مفروضہ سازی سے کام لیا گیا ہے۔ یہ سب باتیں وہی ہیں جن کے متعدد دفعہ مدلل اور مسکت جواب دئے جا چکے ہیں اور مناسب فورم سے آئندہ بھی دئے جاتے رہیں گے۔ تاہم جس انسان کی فطرت میں نیکی، راست فکری اور سعادت کا تھوڑا بہت جوہر بھی موجود ہے وہ ان الزامات میں موجود تضادات ہی پر غور کر کے بہ آسانی حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہو رہا ہے۔

(۳) ۱۹۷۴ء کے واقعات کے متعلق جو داستان اس ایڈیشن میں سنائی گئی ہے اس کا ایک ایک لفظ خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ قطع نظر اس امر کے کہ اس کے بیان میں کس حد تک صداقت سے کام لیا گیا ہے، یہ سوچی سمجھی سازش تھی۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے لڑکوں کا چناب ایکسپریس کے ذریعہ ربوہ آنا محض ایک اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ ایک وسیع منصوبہ کا ابتدائیہ تھا۔ اس ابتداء سے لے کر قومی اسمبلی کے فیصلہ تک تمام مذموم منصوبہ پہلے سے طے شدہ اور بعض "خلافت" کی شوقین طاقتوں کی طرف سے Sponsored تھا ــ ویسے ضمناً عرض ہے کہ قومی اسمبلی کے جن نمائندگان نے یہ "اجتہاد" کیا تھا ان کے ذاتی و اجتماعی کردار اگر ابھی تک بھی قوم کے سامنے واضح نہ ہوئے ہوں تو برائے حوالہ مارشل لاء حکومت کی طرف سے شائع کردہ وائیٹ پیپرز ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

(۴) جہاں تک اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کا تعلق ہے، ایک محب وطن اور قانون پسند شہری ہونے کے ناطے ان پر کسی قسم کی تنقید یا تبصرے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر آپ سے اور اس تحریر بے توقیر کے لکھنے والے دوست سے گزارش ہے کہ براہ کرم آپ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں اور حکمرانوں کی طرف سے سرزد ہونے والے ان ریمارکس کو ایک بار ضرور یاد کر لیں جو عدلیہ کے وقار کے محافظوں اور رازہائے درون خانہ کے ان واقفوں نے اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں اور ان معزز عدالتوں کے معزز ججوں کے بارہ میں بار ہا ارشاد فرمائے ہیں۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہوں:

□□□ نظریہ ضرورت کے تحت ضیاء کے مارشل لاء کو جائز قرار دینے کے فیصلہ پر ظاہر کی جانے والی آراء۔

□□□ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کو بحال نہ کرنے کے فیصلہ پر تبصرے۔

□□□ جونیجو حکومت کی برطرفی کے مقدمہ کی سماعت پر اثر انداز ہونے سے متعلق جنرل ریٹائرڈ اسلم بیگ کے اعترافات۔

□□□ ان پر ہتک عزت کے مقدمہ سے پہلے اور بعد کے بعض بیانات۔

□□□ نواز حکومت کی بحالی کے فیصلہ پر بے نظیر بھٹو کے لاکھوں کے اجتماعات میں کئے گئے "چمک دار" تبصرے۔

□□□ اس وقت کے چیف جسٹس پر لگائے گئے الزامات۔

□□□ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور ہائی کورٹوں کے ججوں کی حالیہ تقریروں پر اپوزیشن کے کھلم کھلا اعتراضات۔

□□□ اور سب سے بڑھ کر صرف چند ہفتے قبل کئے گئے وہ وعدے اور وہ یقین دہانیاں قابل توجہ ہیں جو وزیر داخلہ صاحب نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان مولویوں کو بہ نفس نفیس تشریف لا کر کرائیں جنہوں نے سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ پر نظر ثانی کو اپنی مرضی کی مدت کے اندر اندر مکمل کروانے کے لئے سپریم کورٹ کے سامنے دھرنا مارنے کی دھمکیاں دی تھیں۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

آخر پر بڑے ہی درد مند دل کے ساتھ آپ سے اور آپ کے توسط سے تمام ہم وطنوں اور ہم وطنوں پر ظاہری یا باطنی حکومت کرنے والوں سے استدعا ہے کہ خدا کے لئے اب ان چھوٹے چھوٹے حقیر ذاتی اور گروہی مفادات سے بلند ہو جائیں۔ اب تو اپنے دوستوں اور دشمنوں میں تمیز کرنا سیکھ لیں۔ اب تو ان لوگوں سے چھٹکارا حاصل کر لیں جنہوں نے پہلے مذہب کے نام پر آپ کے وطن کے قیام ہی کی مخالفت کی اور پھر مذہب ہی کی آڑ لے کر اپنا انتقام اس طرح پورا کیا کہ ہمارے وطن عزیز کو اس المناک حالت تک لے آئے جسے آج ہلاکو کے حملے سے پہلے بغداد کی صورت حال سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ ان باتوں کی اگر فرصت نہیں تو کم از کم ان کھلی آنکھوں سے اس قدر تو دیکھیں کہ جن لوگوں کو مٹانے کی کوششوں میں یہ لوگ ملک ہی کو مٹانے کے قریب لے آئے ہیں وہ تو ہر لحہ نئی سے نئی بلندیوں کو چھوتے چلے جارہے ہیں اور آسمان کی رفعتوں سے ہم کلام ہو رہے ہیں جبکہ یہ خود دن بہ دن مہیب سے مہیب تر اور تاریک سے تاریک تر پستیوں میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ اور اس عظیم قوم کو بھی زبردستی اپنے ساتھ گرانے کے درپے ہیں۔

اے عظیم قوم! اگرچہ تھوڑا سہی، مگر اب بھی وقت ہے کہ تو اپنا ہاتھ ان پستی کے مکینوں سے چھڑا لے اور خود کو بچا لے۔ ایسا کرنا بحیثیت قوم تیرا فرض بھی ہے اور تیری نجات کی واحد تدبیر بھی کہ ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

---

## جماعت کے مبلغین کی صفات

میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کی جاوے۔ چاہئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں پر بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل، راست قدم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں۔ مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے۔ وہ آپ جاذب ہوتا ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہی نہیں

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] صہ ۳۱۱)

---

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
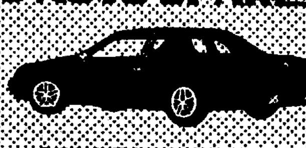
376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

ASIAN JEWELLERY AT DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS WELCOME
REPAIRS AND ALTERATIONS
DULHAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

# کمپیوٹر کا "انٹرنیٹ" (Internet) ادارہ

( محمد ذکریا ورک - کینیڈا )

جس طرح فیکس مشین آج کل ہر صنعتی ادارہ، بینک اور یونیورسٹی کا لازمی حصہ سمجھی جاتی ہے بعینہ وہ دن دور نہیں جب انٹرنیٹ بھی ہر بڑے صنعتی و تعلیمی ادارہ کا لازمی حصہ سمجھا جائے گا۔

انٹرنیٹ درحقیقت مختلف ممالک کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کی ریسرچ کے اداروں میں موجود کمپیوٹروں کا مرکزی مقام ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ منسلک ہونے والے کمپیوٹروں کا جال اس وقت دنیا میں بہت وسیع سطح پر پھیلا ہوا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں انٹرنیٹ کے ذریعہ صرف چند ایک کمپیوٹر نیٹ ورک آپس میں منسلک تھے مگر دس سال کے عرصہ کے بعد ۱۹۹۲ء میں انٹرنیٹ پر کمپیوٹروں کی تعداد ۱۴ لاکھ ہے۔ ۵۰ سے زائد ممالک میں اس سسٹم میں دس ہزار سے زائد نیٹ ورک بھی شامل ہیں۔ انٹرنیٹ کے عہدیداروں کا کہنا ہے کہ انٹرنیٹ کے users کی تعداد عنقریب ۱۰۰ ملین ہو جائے گی۔ ہر روز دنیا میں دس ہزار سے زائد سائنس دان ایک دوسرے سے اپنی ریسرچ اور نت نئے انکشافات کا اظہار انٹرنیٹ کے ذریعہ کرتے ہیں۔ امریکہ، فرانس، برطانیہ اور کینیڈا میں بیٹھے یونیورسٹی کی لیبارٹریوں میں موجود سائنس دان ایک دوسرے سے بغیر سفر کئے یوں تبادلہ خیال یا ایک دوسرے کے مظامین پر تنقید و تبصرہ کرتے ہیں گویا وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں۔

انٹرنیٹ کے استعمال کے لئے اس کا اکاؤنٹ ہونا لازمی ہے۔ بڑی بڑی کمپیوٹر بنانے والی کمپنیاں جیسے "آئی۔ بی۔ ایم" اور "ہنی ویل" (I.B.M. and Honeywell) کے ملازمین نیز یونیورسٹی میں پروفیسر اور طالب علموں کو یہ اکاؤنٹ بغیر فیس دینے کے ملتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی اکاؤنٹ حاصل کرنا چاہے تو معمولی فیس ادا کرنا پڑتی ہے۔

انٹرنیٹ کے کمپیوٹر نیٹ ورک میں داخل ہونا گویا ایک عظیم الیکٹرانک لائبریری میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔ ایسی لائبریری جہاں لاکھوں کتابیں، مسودات، مضامین اور سائنسی جرنل انسان کو مطالعہ کے لئے ملتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی ایک ذیلی تنظیم کا نام Usenet ہے اس میں بحث و مباحثہ کے لئے ۳۵۰۰ عناوین (Topics) دستیاب ہیں۔ مزید برآں اس کے اندر ۳۰۰ کے قریب الیکٹرانک نیوز لیٹر اور ۴۵ کے قریب مختلف موضوعات پر سائنسی جرنل بھی موجود ہوتے ہیں۔ یوزنٹ پر پاکستانی سوسائیٹی کا اپنا اکاؤنٹ اور نیوز لیٹر بھی شائع ہوتا ہے۔ پاکستان نیوز سروس کا ایڈریس حسب ذیل ہے:

Bit. listserv. Pakistan.

—○ ○—

## Elecrtonic News Stand

انٹرنیٹ کے عالمی ادارہ کے اندر ایک الیکٹرانک نیوز سٹینڈ بھی دستیاب ہے جس میں ۲۰۰ عالمی رسالوں سے ضروری مضامین کے خلاصے یا مضامین مطالعہ کے لئے ملتے ہیں۔ الیکٹرانک نیوز اسٹینڈ سے مضامین پڑھنے کے لئے فیس دس ڈالر ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہر روز پچاس ہزار افراد الیکٹرانک نیوز سے استفادہ کرتے ہیں۔

جس طرح لائبریری کے اندر کتابوں اور رسالوں کے مختلف شعبے ہوتے ہیں نیز کتابوں کی تاریخ، جغرافیہ، فزکس، کیمسٹری، ادب یا فنون لطیفہ کے مختلف عناوین کے تحت ترتیب میں رکھا جاتا ہے اسی طرح انٹرنیٹ کے اندر بھی بہت سارے چھوٹے چھوٹے نیٹ ورک مضامین کے لحاظ سے ترتیب دئے گئے ہیں۔ اگر کسی شخص کو فزکس میں صرف دلچسپی ہے تو وہ فزکس پر معلومات مخصوص نیٹ ورک سے حاصل کر سکتا ہے۔

انٹرنیٹ کو استعمال کرنے والے اشخاص ایک دوسرے کو الیکٹرانک میل جس کو عرف عام میں E. Mail کہا جاتا ہے بھیج سکتے ہیں اس کے ذریعہ کینیڈا میں موجود ایک شخص لاہور، دہلی، ہانگ کانگ اور نیویارک میں ایک سے زائد شخص کے ساتھ خط و کتابت کر سکتا ہے۔ نیز وہ اپنے خطوط کا جواب بجلی کی رفتار سے وصول بھی کر سکتا ہے۔

کینیڈا کے صوبہ برٹش کولمبیا کے تاجر اپنے روزانہ کے کاروباری معاملات میں انٹرنیٹ کا استعمال شب و روز کرتے ہیں۔ جاپان، کوریا اور تھائی لینڈ کے ممالک سے تجارتی خط و کتابت کا نہ صرف یہ سستا ذریعہ ہے بلکہ یہ نہایت قابل اعتماد اور تیز رفتار بھی ہے۔

## صحافیوں کی نئی تنظیم

امریکہ میں اب ایک نئی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی ہے جس کا نام ایکشن الرٹ نیٹ ورک (Action Alert Network) ہے اس الیکٹرانک میل سسٹم کے ذریعہ دنیا کے ۱۴ ممالک میں ۲۴ صحافتی اداروں کو آپس میں ملایا گیا ہے جو صحافیوں کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات نیز بنیادی حقوق کو پامال کرنے والے ممالک کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ ان تنظیموں میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے علاوہ امریکن ریڈ کراس بھی شامل ہے۔ مثلاً جنوبی امریکہ کے ملک پیرو (Peru) میں ایک امریکی صحافی "جرمی بگ وڈ" (Jeremy Bigwood) کو ایک خفیہ انقلابی گوریلا گروپ کی تصویریں بنانے کے جرم میں اس سال ۸ جنوری کو گرفتار کیا گیا۔ ۱۳ جنوری کو ایکشن الرٹ نیٹ ورک نے مختلف ممالک میں موجود تنظیموں کو اپنے نیٹ ورک کے ذریعہ اس گرفتاری سے آگاہ کیا۔ اگلے روز اخبارات میں جلی سرخیاں لگیں تو پیرو کی حکومت اس یک لخت شدید رد عمل سے گھبرا گئی۔ امریکن سفارت خانے کے دباؤ اور اخبارات کے دباؤ کے تحت دو روز بعد صحافی کے خلاف تمام لگائے گئے الزامات واپس لے لئے گئے اور اسے رہا کر دیا گیا۔

جب سے ایکشن الرٹ نیٹ ورک نے کام شروع کیا ہے اس نے ۳۰۰ صحافیوں کے گرفتار ہونے کی خبر کو "ای۔ میل" کے ذریعہ دنیا میں نشر کیا ہے۔

## انفارمیشن ہائی وے

امریکہ کے صدر بل کلنٹن کا اپنا "ای۔ میل" اکاؤنٹ ہے۔ امریکی شہری ان کو بڑے شوق سے ای۔ میل کے ذریعہ روز مرہ کے واقعات پر مشتمل اپنے رد عمل، اپنے جذبات اور روز مرہ کے واقعات سے آگاہ کرتے ہیں۔ امریکی صدر نے اس سال جنوری میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت انفارمیشن ہائی وے کی تعمیر میں پوری دلچسپی لے رہی ہے انہوں نے یقین دلایا کہ اس پراجیکٹ پر کام شروع ہو چکا ہے۔

انفارمیشن ہائی وے جس کا پورا نام National Information Infrastructure ہے اس کے ذریعہ ٹیلی کمیونیکیشن کے ہزاروں نیٹ ورک، کمپیوٹر سسٹم، ٹیلی ویژن، فکس مشین، ٹیلی فون نیز سافٹ ویئر انفارمیشن سروسز، ڈیٹا بیسز (Data Bases) کو آپس میں یوں منسلک کیا جائے گا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ انفارمیشن کو ایکسچینج کر سکیں گے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس انفارمیشن ہائی وے کی تعمیر پر ۱۰۰ بلین امریکی ڈالر خرچ آئے گا۔ امریکی وفاقی حکومت اس سال اس ہائی وے کی تعمیر پر ایک بلین ڈالر خرچ کرے گی۔ اس پراجیکٹ کے مکمل ہونے پر کمپنیوں میں، کمپیوٹر گھروں میں، ہسپتالوں میں، سرکاری محکموں میں کمپیوٹر ایک دوسرے سے ٹیلی فون لائینوں کے ذریعہ منسلک ہو جائیں گے جیسے ہائی وے کے ذریعہ ایک ملک میں مختلف شہر ملے ہوتے ہیں۔

انٹرنیٹ کا آغاز ۲۵ سال قبل امریکن محکمہ دفاع نے واشنگٹن میں کیا۔ اس وقت یہ صرف امریکن ملٹری، سرکاری اداروں اور چند یونیورسٹیوں کے درمیان رابطہ تک محدود تھا مگر دو سال قبل انٹرنیٹ کے دروازے دنیا بھر کے تحقیقی اداروں، درسگاہوں اور لیبارٹریوں پر کھول دئے گئے اور اب ایک اندازے کے مطابق ۱۵ سے ۳۰ ملین کمپیوٹر یوزرز (Users) اس میں شامل ہیں۔ کینیڈا میں تین لاکھ کے قریب افراد اور کمپیوٹر، انٹرنیٹ میں منسلک ہیں۔

انٹرنیٹ میں ایک عام شہری کیسے شامل ہو سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں کینیڈا کی ایک مشہور کتابوں کی کمپنی نے ایک گائیڈ شائع کی ہے جس کا نام Canadian Internet Handbook ہے۔ یہ کتاب ۴۲۰ صفحات پر مشتمل ہے یہ جاننے کے لئے کہ انٹرنیٹ کے کیا فوائد ہیں؟ اس میں کون شامل ہو سکتا ہے؟ اس کے ذریعہ کون کون سا کام کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ جاننے کے لئے یہ کتاب پڑھنا لازمی ہے۔ انٹرنیٹ میں شامل چند مشہور کمپنیوں کے ایڈریس، ان کے فون نمبرز اس کتاب میں درج ہیں۔ کینیڈا میں اس وقت ۵۰ کمپنیاں ایسی ہیں جو انٹرنیٹ سے رابطہ قائم کروانے میں مدد کرتی ہیں۔

جس گھر میں ٹیلی فون لائن موجود ہو وہاں انٹرنیٹ پہنچ سکتا ہے۔ ان ٹیلی فون لائنوں کی وجہ سے اس وقت دنیا میں کروڑوں کمپیوٹر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ ان ٹیلی فون لائنوں کا متبادل نام انفارمیشن ہائی وے ہے۔

ٹورونٹو کینیڈا میں عنقریب ایک نیا نیٹ ورک کام شروع کر دے گا جس کا نام "فری نیٹ" (Free-net) ہے اس کا تعلق انٹرنیٹ سے ہو گا فری نیٹ کے تحت ٹورنٹو شہر کی مختلف لائبریریوں اور بڑے بڑے شاپنگ سنٹروں میں کمپیوٹر ٹرمینل نصب کئے جائیں گے جہاں پر ہر کوئی شخص شہر میں ہونے والے ہاکی کے کھیلوں، گاڑیوں کے ٹائم ٹیبل، مختلف سینما گھروں میں دکھائی جانے والی فلموں کے اوقات اور دوسری معلومات ایک بٹن کے دبانے سے حاصل کر سکیں گے۔

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھنے پر احمدی مسلمانوں کے خلاف ملاؤں کی مفسدانہ حرکات

(پریس ڈیسک) پاکستان کے بعض فتنہ پرور مولوی ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ احمدی مسلمانوں کو کن طریقوں سے ہراساں کیا جائے، ان پر جھوٹے مقدمات قائم کئے جائیں اور ان کے کاروبار کو ہر طرح سے نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ وہ اکثر ایسی کاروائیاں کر کے اپنے زعم میں اسلام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دیتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ کاروائیاں نہ صرف غیر اسلامی اور غیر انسانی ہیں بلکہ جہالت کا مرقع ہیں۔ ذیل میں ان کی ایک مذموم حرکت کی تازہ مثال دی جاتی ہے جس کی اطلاع ہمیں جھنگ صدر سے موصول ہوئی ہے۔

"۵ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو مسجد سلطان والی محلہ پنڈی جھنگ صدر میں ایک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کہا گیا کہ ناصر احمد، فضل احمد اور طاہر احمد صاحب جو سنگ تراشی کا کام کرتے ہیں قادیانی ہیں اور قبروں کے کتبے تیار کرتے ہیں جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھتے ہیں۔ اس پر مقدمہ درج ہونا چاہئے کیونکہ غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اگر پولیس نے پرچہ درج کرنے سے انکار کیا تو ہم ایس پی کے دفتر کا گھیراؤ کریں گے۔ اور اعظم طارق نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ اس کی قیادت کریں گے۔ چنانچہ ۳ نومبر ۱۹۹۴ء کو پولیس انہیں پکڑ کر لے گئی مگر بعد میں کوشش کر کے ان کو رہا کروا لیا گیا۔ اب انتظامیہ نے کہا ہے کہ آپ انجمن تاجراں کمیٹی کے صدر سے لکھوا کر لائیں کہ یہ لوگ اتنے عرصے سے یہ کاروبار کر رہے ہیں اور لوگوں کے آرڈر پر کتبے تیار کئے جاتے ہیں۔ صدر انجمن تاجراں غلام علی صاحب نے پہلے تو لکھنے کی حامی بھر لی مگر بعد میں مولویوں کے دباؤ کے تحت انکار کر دیا۔ علاقہ کے مولوی غلام حسین نے صدر انجمن تاجراں کو کہا کہ تینوں احمدی ان کی مسجد میں جا کر بانی سلسلہ احمدیہ کو گالیاں دیں تو ہم پرچہ درج نہیں کروائیں گے۔ پولیس کے حکام نے جماعت احمدیہ کو کہا ہے کہ دو تیار شدہ کتبے ان کو دئے جائیں تو وہ پی ڈی ایس پی سے قانونی رائے لے کر کوئی اقدام کریں گے"۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے خاص طور پر درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاندین کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور ان فتنہ پرور شریر ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللھم مزقھم کل ممزق کی دعا التزام سے کرتے رہیں۔

# جستہ جستہ

حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک کتاب حال ہی میں "میری یادیں" کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں خود حضرت مولوی صاحب کی زبانی بہت سے دلچسپ واقعات درج ہیں۔ یہ واقعات بہت ہی ایمان افروز اور مفید اسباق پر مشتمل ہیں۔ خصوصاً داعیان الی اللہ ان سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی چند مفید اور دلچسپ، ایمان افروز واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔

اگر آپ کے ساتھ بھی ایسے واقعات گزرے ہوں یا کسی اور کے واقعات آپ کے علم میں ہوں یا آپ کے زیر مطالعہ کسی کتاب میں کسی پہلو سے بھی کوئی ایسی بات نظر سے گزرے جو آپ سمجھتے ہیں کہ الفضل کے قارئین کے لئے علم میں اضافہ کا موجب ہوگی یا کسی پہلو سے مفید اور دلچسپی کا باعث ہوگی تو مکمل اور مستند حوالہ کے ساتھ ایسے واقعات، تحریریں ہمیں بھجوائیں۔ ہم انشاء اللہ انہیں الفضل کی زینت بنائیں گے۔ (مدیر)

"انہی ایام میں خدام صوفیہ جماعت علی شاہ علی پوری کے چند مرید بھی اس علاقہ میں پہنچے۔ انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر اسٹیشن دریا گنج کے پاس مجھولہ گاؤں میں قائم کر رکھا تھا۔ یہ تین چار مولوی تھے۔ مولوی بھورے خاں جاہل رہتک کے ضلع کا رہنے والا دیہاتی زمیندار تھا۔ کرخت آواز لمبا سا قد اور سخت لڑاکا احمدیت کا شدید مخالف اور مکروہ گالیاں دینے والا تھا۔ دوسرے مولوی امام الدین صاحب تھے جو نہایت شریف اور معقولیت سے بات کرنے والے آدمی تھے۔ یہ دونوں جماعت علی شاہ صاحب کی طرف سے مبلغ گئے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ وہاں بریلوی اور دیوبندی مولوی بھی تھے جو رات دن ہمارے خلاف فتوے دینے اور مخالفت پر کمربستہ رہتے تھے۔ دیوبندی مولوی سرور حسین صاحب، عبدالرؤف صاحب، محمد ادریس صاحب، یحییٰ خاں صاحب، بدرالحسن صاحب، میرک شاہ صاحب اور انور شاہ صاحب وغیرہ سے میری ملاقات اکثر ہوتی رہتی تھی۔ پہلے چار مولویوں سے تو میرے مناظرے بھی ہوتے رہے تھے۔ وہ میرے ساتھ بڑے بے تکلف تھے میرے ہی پاس آکر ٹھہرتے تھے۔ جب کبھی بات چیت کرتے ہوئے مجھے دیکھتے تو گھبرا جاتے تھے مگر باہر جا کر ہمارے خلاف قسم قسم کے فتوے دیتے تھے کہ یہ قادیانی ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔ جو کوئی انہیں مسلمان کہتا ہے وہ خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جو انکے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے بیٹھ کر کھانا کھالے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے جو انہیں السلام علیکم کہتا ہے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کی خرافات بیان کرکے ہمارے خلاف اشتعال پیدا کرتے تھے۔ وہاں کے اکثر لوگ چونکہ ان پڑھ تھے۔ وہ ان کی باتوں کو سن کر بہت گھبراتے اور کہتے کہ یہ کیسی بات ہے کہ قادیانی مولوی ہی ہمارے بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں ہمیں نماز سکھاتے ہیں ہر قسم کے وعظ اور نصائح سے ہمیں نیک بننے کی تحریک کرتے ہیں آریوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور خود بھی رات دن نہ دھوپ دیکھتے ہیں نہ بھوک نہ سردی کا خیال کرتے ہیں اور نہ گرمی کا مگر جب معلوم ہو جائے کہ فلاں گاؤں میں آریہ منڈلی پہنچی ہے اور باجوں وغیرہ کا خوب زور ہے تو یہ فوراً وہاں پہنچ کر ان کی غلط رسومات کا مقابلہ شروع کر دیتے ہیں اور ہیں بھی یہ بڑے خوش اخلاق۔ اپنا ہی کھاتے ہیں۔ اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر اتنی دور غیر علاقہ اور غیر زبان لوگوں کو آریوں سے بچانے کی کوشش میں ہیں اور اگر یہ بھی کافر ہیں تو مسلمان کون ہیں۔ کیا وہ مسلمان ہوں گے جو ہمارے گھروں سے آکر کھانا کھائیں، نہ کہیں بچے پڑھائیں اور نہ اسلام سکھائیں۔ یہ کیسے مسلمان ہیں۔ غرضیکہ ہمیں وہاں چار طرح کام کرنا پڑتا تھا۔ ۱۔ پبلک میں اپنے عقائد بیان کرنا۔ ۲۔ دیوبندی، خدام صوفیہ اور بریلویوں کے اعتراضات کے جوابات دینا۔ ۳۔ آریوں کا دن رات مقابلہ کرنا۔ ۴۔ ملکانوں کو اسلام سکھانا اور اس کے علاوہ بچوں کو پڑھانا۔ ہمیں نہ تو رات کو چین تھا اور نہ ہی دن کو چاروں طرف سے ہمارے گاؤں میں لوگ آتے رہتے تھے اور چاروں طرف ہی جاتے رہتے تھے جن سے ہمیں خبریں مل جایا کرتی تھیں اور کچھ ہماری خبریں باہر لے جایا کرتے تھے اس طرح میرا کام تیزی سے جاری رہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " (صفحہ ۶۸ ـ ۶۹)

"نکلہ گھنو میں جہاں ہم نماز پڑھتے تھے وہ دور سے چوپال ہی معلوم ہوتی تھی چنانچہ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اس کے مینار بن جائیں اور مسجد کے صحن میں کنواں اور غسل خانہ وغیرہ بن جائے تو یہ دور ہی سے مسجد معلوم ہوگی۔ میں نے اس بارہ میں حضور کی خدمت میں درخواست لکھی اور اپنا پروگرام بتایا۔ حضور نے جواباً فرمایا کہ بہت جلد خرچ کا اندازہ لگا کر اطلاع دو کہ کتنے صد روپے خرچ ہوں گے۔ میں نے حضور کو لکھا کہ حضور میری منشاء یہ ہے کہ حضور صرف دس یا بیس روپے تبرکاً بھیج دیں باقی جو خرچ آئے گا وہ انہیں لوگوں سے لے کر پورا کیا جائے تاکہ انہیں بعد میں اس کی مرمت اور آبادی کا خیال رہے۔ کیونکہ فلاں گاؤں میں انجمن کے روپیہ سے جو کچی مسجد بنائی گئی تھی اس میں تو گاؤں والوں نے نماز بھی نہ پڑھی اور لپائی وغیرہ کا خیال بھی نہ رکھا جس کی وجہ سے وہ خود بخود ہی گر گئی۔ لہٰذا ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے اور ان مقامی لوگوں سے ہی مسجد بنوائی جانی چاہئے تاکہ اپنی بنائی ہوئی چیز کی یہ نگرانی بھی رکھ سکیں اور اسے آباد بھی کریں۔

حضور نے میری تجویز کو مناسب سمجھا اور بیس روپے روانہ فرما دیئے۔ میں نے دس روپے اپنی جیب سے ڈال کر سب سے پہلے مسجد کے صحن میں ایک چھوٹا سا کنواں بنوایا اور پھر گاؤں کے احباب کو جمعہ کی نماز کے بعد اکٹھا کرکے چندہ وصول کیا۔ کسی نے پانچ روپے اور کسی نے یہ کہا کہ ہم اپنی گاڑیوں پر اینٹیں لے آئیں گے اور غریبوں نے کہا کہ ہم مزدوری کریں گے۔ وہاں کے رئیس جان محمد نے کہا کہ میں پچیس روپے اپنے گھر کی طرف سے دوں گا۔ میں نے کہا آپ کے گھر سے یک صد روپیہ پورا کرنا ہے۔ وہ کہنے لگا پھر میں کچھ بھی نہیں دیتا۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ سے یک صد روپیہ ہی وصول کروں گا ورنہ میں دوسرے دیہات کے احباب سے مسجد کے لئے مانگ لاؤں گا۔ غرضیکہ وہ روپیہ دینے سے انکاری ہو گیا اور قدرے دل سے ناراض بھی مگر میں جانتا تھا کہ یہ امیر آدمی ہے زیادہ پیسے بھی دے سکتا ہے۔

ابھی تین دن ہی گذرے تھے کہ نصف شب کے قریب جان محمد کی اہلیہ آئیں اور دروازے پر دستک دے کر اونچی آواز سے کہنے لگیں کہ جلدی میرے ساتھ گھر چلیں۔ مظفر کے ابا کا سانس بند ہو رہا ہے۔ میں وضو کرکے اس کے ساتھ گیا۔ دیکھا تو نبض کمزور ہے۔ سانس رکا ہوا ہے غرضیکہ نزع کا سا عالم طاری تھا۔ میں نے کٹورے میں پانی منگوایا۔ اس وقت وہاں گاؤں کے سب لوگ جمع تھے۔ میں نے اس پانی پر دعا پڑھ کر اس پر پھونکا اور دل میں دعا کی کہ مولا کریم تو عزیز بھی تو حکیم بھی اور شافی بھی ہے۔ تو اگر اس پانی میں ہی شفاء رکھ دے تو تیرا گھر بن جائے گا۔ میں نے چمچ سے پانی اس کے منہ میں ڈالا اور پانی خود بخود راستہ بناتا ہوا حلق سے اتر گیا۔ سانس چلنے لگا۔ میں نے ایک چمچ پانی اور ڈالا۔ وہ بھی جلد ہی حلق سے اتر گیا۔ پھر تیسرا چمچ ڈالا وہ بھی بلا روک اتر گیا۔ اب سانس درست ہونے لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر دودھ پر دعا کی اور وہ بھی اسی چمچ سے پلایا۔ ابھی چھٹا چمچ ہی اس کے منہ میں ڈالا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ انہیں سو روپیہ دے دو۔ گاؤں کے سب لوگ اس بات پر حیران ہو گئے کہ خدا تعالیٰ نے صرف پانی سے ہی شفاء دے دی۔ اس کی بیوی نے سو روپے گن کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے نمبردار بجو خان کو کہا کہ اپنے پاس رکھ لو۔ اس نے مسکرا کر روپے اٹھا لئے۔ وہاں کے تمام لوگ خوش بیٹھے تھے اور مریض نے آہستہ آہستہ باتیں کرنا شروع کر دیں لیکن یہ کہہ کر کہ ابھی آرام کروا سے روک دیا۔ وہ مجھے اپنے پاس سے اٹھنے نہ دیتا تھا۔ میں نے دس روپے مریض کی بیوی اور پانچ روپے اس کی بہو سے بھی وصول کئے اور نمبردار کو دے دیئے۔ چونکہ گھر والے بھی اکیلے تھے اس لئے مریض کی لڑکی کو جو میری شاگرد تھی اپنے گھر بھیج دیا۔ اور ہم صبح کی نماز کے لئے اس مریض کے گھر سے ہی مسجد چلے گئے۔ مسجد میں نمازی آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ "سب سن لو بھائی! ہمارے مولوی صاحب جو بات کہا کریں مان لیا کرو، دیکھ لو اللہ میاں گلے سے پکڑ کر مولوی صاحب کی بات پوری کروا دیتا ہے"۔ سارا دن گاؤں میں خوب چرچا رہا کہ "مولبی صاحب کی اللہ میاں بات مانتا ہے۔ ہم نے خود دیکھ لیو"۔ اللہ کے فضل سے ہماری مسجد مکمل ہو گئی۔ اس میں غسل خانہ، مینار، باہر کا دروازہ، چار دیواری، کنواں غرضیکہ دور ہی سے مسجد کی شکل دکھائی دینے لگی۔ " (صفحہ ۷۱ تا ۷۳) [redacted]

---

بقیہ مختصرات از صفحہ نمبر ۱

☆ روحوں کا زندہ انسانوں کے ساتھ کس حد تک تعلق قائم رہتا ہے؟

☆ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرزمین کابل کے لئے انذاری اور بشارت کے الفاظ یوں تحریر فرمائے ہیں:

"اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو ظلم عظیم کی جگہ ہے ......۔

اس کے بعد فرمایا:

"لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا ..........۔

سوال یہ ہے کہ انذار کا پہلو تو پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ تو برکات کی جو بشارت ہے کیا اس میں افغانستان کا بھی حصہ ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سارے واقعہ پر تبصرہ فرمایا نیز یہ بھی فرمایا کہ بشارت والے حصوں کی تعبیر کے آثار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ظاہر ہونے لگے ہیں۔

☆ لاٹری کس وجہ سے حرام ہے؟

☆ ہومیو پیتھی کلاس کی مقبولیت کا ذکر ہوا۔ نیز اس کے بارہ میں ایک سوال کیا گیا جس کا جواب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہومیو پیتھی کی کلاس میں دیں گے۔

☆ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے حقیقی مقصد اور پروگراموں کی نوعیت پر حضور ایدہ اللہ نے تفصیلی گفتگو فرمائی۔

☆ رفع یدین کے مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔

(ع ۔ م ۔ ر)


Earlsfield Properties

RENTING AGENTS

081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

SPECIALISTS IN 22 & 24 CARAT GOLD JEWELLERY

khalid JEWELLERS

10 Progress Building, 491 Cheetham Hill Road, Cheetham Hill, MANCHESTER M8 7HY

PHONE & FAX 061 795 1170

# Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol.1 Friday, December 2, 1994 No. 48


## Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule
For Live Transmission from London
2nd December 1994 - 15th December 1994


Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292


### Friday, 2nd December

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Comments on News
- 1.20 Darood-o-Salam
- 1.30 FRIDAY SERMON
- 2.40 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 2.50 MULAQAT - General Q/A
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Saturday, 3rd December

- 11.45 Tilawat & Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV held in New York on 20th October 1994
- 1.30 MULAQAT
- 2.30 German Programme
- 3:00 Bosnian Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Sunday, 4th December

- 11.45 Tilawat
- 12.00 Questions Answers Session of Hazrat Khalifatul Masih IV with Bengali Guests
- 12:45 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 1:30 MULAQAT
- 2:30 Letters from London By Aftab Ahmad Khan Sahib Amir U.K.
- 2:50 Albanian Programme About the Promised Messiah (peace and blessings of Allah be on Him)
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Monday, 5th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT - Homeopathy Class
- 2.30 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 2.40 "Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
- 3.05 "Selection From Our Archive" لائبریری سے انتخاب
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Tuesday, 6th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT - Homeopathy class
- 2:30 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 2.35 Islami Akhlaq اسلامی اخلاق A talk by Laiq Tahir Sahib
- 2:55 German Programme
- 3:25 Bosnian Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Wednesday 7th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
- 2.30 Islamic Etiquette, (Part 11) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
- 3.00 Bosnian Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Thursday, 8th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
- 2.30 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 2.35 Page from the History, by B. A. Rafiq Khan Sahib
- 3.05 Medical Matters by Dr Mujeeb-ul-Haq Khan
- 3.35 German Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Friday, 9th December

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Comments on News
- 1.20 Darood-o-Salam
- 1.30 FRIDAY SERMON
- 2.40 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 2.50 MULAQAT - General Q/A
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Saturday, 10th December

- 11.45 Tilawat
- 12.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
- 1.30 MULAQAT
- 2.30 A Discussion By Khuddam ul Ahmadiyya U.K. about their trip to Bosnia
- 3.05 German Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Sunday, 11th December

- 11.45 Tilawat
- 12.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
- 1:30 MULAQAT
- 2:30 Letters from London By Aftab Ahmad Khan Sahib Amir U.K.
- 2:50 Hazrat Khalifatul Masih IV's Meeting With Bosnian Muslims Repeat Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Monday, 12th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT - Homeopathy Class
- 2.30 Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
- 2.40 "Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
- 3.05 "Selection From Our Archive" لائبریری سے انتخاب
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Tuesday, 13th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT - Homeopathy class
- 2:30 Sirat-tun-Nabi ﷺ سیرت النبی by Naseer Ahmad Qamar Sahib
- 2.45 Islami Akhlaq اسلامی اخلاق A talk by Laiq Tahir Sahib
- 3.00 Selected Question and Answers
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Wednesday 14th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
- 2.30 Islamic Etiquette, (Part 12) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
- 3.00 Bosnian Programme
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Thursday, 15th December

- 1.15 Tilawat
- 1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
- 2.30 Page from the History, by B. A. Rafiq Khan Sahib
- 3.00 Quiz Programme by Lajna Karachi
- 3.50 Tomorrow's Programmes

### Please Note

- Our Audio Frequencies:

| | |
|---|---|
| English / Urdu | 7.02 MHz |
| Arabic | 7.20 MHz |
| Russian | 7.56 MHz |
| French | 7.92 MHz |

- Programmes or their timings may change without further notice.

کوئی پھر کیسے رہے اس قریہ سفاک میں
جس پہ قابض بھیڑیئے ہوں آدمی کی تاک میں
راستی کی کھوج ہے تو شیخ سے کیا پوچھنا
کج روی سمٹی ہے جس کے طرہ پیچاک میں
سر بسجدہ جب سے ہوں رنگ جہاں ہی اور ہے
ڈھل رہے ہیں سارے منظر دیدہ نمناک میں
خوش نصیبی ہے وگرنہ حیثیت میری ہے کیا
مین بھی شامل ہوں غلامان حضور پاک ؐ میں
بے خبر اہل ہوس تھے جس کی قیمت سے جمیل
تار اب باقی وہی ہے دامن صد چاک میں

(جلیل الرحمٰن جمیل)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

## شذرات

(م - ا - ح)

سیدنا حضرت امیرالمومنین مرزا طاہر احمد، امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران امریکی زعماء کے ایک اجتماع سے حضور انور کے خطاب کے حوالہ سے دو برطانوی علماء کا رد عمل مقامی پریس میں آیا ہے۔ مرکزی جمیعت اہل حدیث برطانیہ کے سیکرٹری اطلاعات "مولانا عبدالاعلیٰ صاحب" (بریڈفورڈ) نے کہا ہے:

> " قادیانی ، مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرنا شروع کر دیں تو ان کی صلح ہو سکتی ہے۔ وہ ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر رہیں تو پاکستان کا کوئی مسلمان ان سے نفرت نہیں کرے گا"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

اور مجلس ختم نبوت کے عبدالرحمان باوا کا ارشاد ہے:

> " امت مسلمہ کا اس وقت تک قادیانیوں کے ساتھ مصالحت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قادیانی اپنے عقائد سے تائب نہیں ہو جاتے"۔

(ایضاً)

اور دونوں حضرات کے بیانوں میں درج ذیل بات مشترک ہے:

> "تاریخی طور پر یہ غلط ہے کہ قادیانیوں نے قیام پاکستان مین حصہ لیا تھا"۔

اس ضمن میں واضح ہو کہ ہمارا نہ ان سے کوئی جھگڑا ہے اور نہ ہی ان سے کسی مصالحت کی ضرورت۔ حضرت امام جماعت احمدیہ تو حکومت پاکستان کا اپنے شہریوں کے ایک حصہ سے ناروا اور ظالمانہ سلوک کا ذکر کر رہے تھے اور حکومت کے عمائد کو بنیادی انسانی اور اسلامی حقوق کا پاس کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے۔ حیرت ہے کہ مصالحت کرنے کے لئے اپنی شرائط لے کر یہ حضرات کہاں سے بیچ میں آن کودے۔ ان میں سے باوا حضرت تو مرفوع القلم ہیں اس لئے انہیں نظرانداز کرتے ہوئے ہم اہل حدیث حافظ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کے عوام اور مسلمان احمدیوں سے ہرگز نفرت نہیں کرتے اور ہم بھی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تعلیم:

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

پر عمل کرتے ہوئے دل سے ان کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔ اگر نفرت سے جناب حافظ صاحب کی مراد کفر اور اخراج از اسلام کے ان فتووں سے ہے جو احمدیوں کے بارے میں صادر ہوئے تو موصوف خوب جانتے ہیں کہ یہ کارنامہ ان بدبخت علمائے سوء کا ہے جو امت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بنے۔ حافظ صاحب کو علم ہے کہ فتووں کے اعتبار سے اہل حدیث کو احمدیوں پر سبقت حاصل ہے۔ ہندوستان کے سواد اعظم کا کونسا گروہ ہے جس نے اہل حدیثوں (وہابیوں) کے کافر اور غیر مسلم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے والد مولوی خیرالدین تو حرمین شریفین سے بھی ان کے کفر پر مہریں لگوالائے تھے۔ اور مولوی نذیر حسین دہلوی کو حجاز میں داخلے پر انہیں نے فسخ عقائد کے جرم میں گرفتار کروایا تھا۔ سو اس صورت میں جبکہ پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت انہیں غیر مسلم قرار دیتی ہے تو حافظ عبدالاعلیٰ سمیت تمام اہل حدیث اپنا غیر مسلم اقلیت ہونا تسلیم کیوں نہیں کر لیتے؟ اور پاکستانی مسلمانوں کے ساتھ امن اور محبت کے ساتھ رہنا شروع کیوں نہیں کرتے؟ اگر وہ ایسا کر لیں تو ان کی مساجد پر کوئی جیالا یا موٹر سائیکل سوار سپاہی بم باری نہیں کرے گا۔

اب رہی یہ بات کہ احمدیوں کا قیام پاکستان اور تعمیر وطن میں حصے کا تاریخی طور پر غلط ہونا، تو ہم ہزار تامل کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اہل حدیث برطانیہ کے سیکرٹری اطلاعات اور سب کچھ ضرور ہونگے مگر تاریخ سے باخبر ہرگز نہیں ہیں۔ تاریخی حقائق جاننے کے لئے تاریخ کی کتابیں پڑھنا ہوتی ہیں۔ یہ باتیں صرف و نحو یا مسائل تیمم کے رسالوں میں نہیں ملیں گی۔ اس مختصر نوٹ میں یہ گنجائش تو ہرگز نہیں کہ ہم مورخ رئیس احمد جعفری کی کتاب "حیات محمد علی جناح" کا متعلقہ باب نقل کریں یا جسٹس محمد منیر مرحوم کی اس تحریر کا ترجمہ دیں جو انہوں نے اس موضوع پر قلمبند کر کے ۱۹۵۳ء والی انکوائری رپورٹ میں شامل کی تھی۔ اسی طرح مولوی عبدالحامد بدایونی نے جب یہ تجویز دی کہ احمدیوں کو قیام پاکستان کی جدو جہد سے الگ رکھا جائے اس پر قائداعظمؒ کی ڈانٹ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

چونکہ ہم محترم حافظ صاحب اور اپنے تمام غیر از جماعت قارئین کرام پر حسن ظن رکھتے ہیں اس لئے ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مقامی احمدیہ مرکز سے "قیام پاکستان میں جماعت احمدیہ کا حصہ" نامی کتاب حاصل کر کے مطالعہ کر لیں۔ اس میں تمام تاریخی معلومات غیر از جماعت مؤرخین کے قلم سے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اس سے بہتوں کے علم میں اضافہ ہو گا۔

## ضروری اعلان

وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی / موصیات جو اپنی جائداد کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہوں ان کو بھی اپنی جائداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱۶/۱ ادا کرنا لازمی ہو گا ( آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ)۔

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے:-

"جس جائداد کا حصہ جائداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad